SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, June 18, 2004

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at four minutes past eleven in the morning with Mr. Acting Chairman (Mr. Khalil -ur- Rehman) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

و من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا و نحشرہ یوم القیمۃ اعمیٰ۔ قال رب لم حشرتنی اعمیٰ و قد کنت بصیرًا۔ قال کذٰلک اتتک اٰیتنا فنسیتہا و کذٰلک الیوم تنسیٰ ۔ و کذٰ لک نجزی من اسرف و لم یومن باٰیت ربہٖ ولعذاب الاخرۃ اشد و ابقیٰ۔ افلم یھد لہم کم اھلکنا قبلھم من القرون یمشون فی مسٰکنھم ان فی ذٰلک لاٰیٰت لاولی النھیٰ۔

(ترجمہ) اور جو (شخص) میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ

ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کرکے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا کہ (اے) میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا میں تو دیکھتا بھالتا تھا۔ خدا فرمائے گا کہ ایسا ہی (چاہیے تھا) تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو تونے ان کو بھلا دیا۔ اسی طرح آج ہم تجھ کو بھلا دیں گے۔ اور جو شخص حد سے نکل جائے اور اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان نہ لائے ہم اس کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب بہت سخت اور بہت دیر رہنے والا ہے۔ کیا یہ بات ان لوگوں کے لئے موجب ہدایت نہ ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے فرقوں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کے مقامات میں یہ چلتے پھرتے ہیں۔ عقل والوں کے لئے اس میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔

سورہ طٰہٰ۔ آیات ۱۲۴۔۱۲۸)

جناب قائم مقام چیئرمین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Leave applications

LEAVE OF ABSENCE

جناب قائم مقام چیئرمین: سردار مہتاب احمد خان بعض مصروفیات کی بناء پر مورخہ 16 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ نگہت مرزا ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 15 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں، اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ زبیدہ جلال وزیر تعلیم نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی اور گوادر میں سرکاری مصروفیات کی بناء پر مورخہ 17 اور 18 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گی۔

Can I say something? Please, sit down everybody. Normally, the function of the this Chair is to conduct the House and not to make any unnecessary speeches here but I beg the leave of this House to make a statement which will last for only minute and a half. Do I have the leave? On behalf of the Senate and this House, I strongly denounce yesterday's cowardly, barbaric, cruel, heinous, lothsome and disgusting inhuman act which took place in Karachi. The stand taken by the Senate on this issue was commendable, it showed the spirit of this House as it was and I hope that it continues. I did make some lapses in the middle somewhere but I was not able to give time to Tanveer Khalid sahiba and Bibi because they were from Sindh and also Akbar Khawaja sahib. I am particularly very sorry about Senator Gulshan Saeed who said something very profound to me and she said

میں سارا سال politically ان سے لڑتی رہتی ہوں اور یہ ایک موقع تھا جس پر میں ان سے جا کر بات کر سکتی تھی، وہ نہیں کر سکیں۔

I think, the lady has the heart in a right place, I am sorry about that. I hope that this spirit of bonhomie continues and maintained throughout and it reminded me afore days but there was spattering of discontent and twisting of the subject by some of them, we will always have that. The bottom line is, ladies and gentlemen, that we are Pakistanis, we are democrats and we shall defend Pakistan and we shall defend this democratic institution come what may and I do not against all odds.

اب جناب کمیلی صاحب آپ دعا پڑھ لیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : میں آپ کو compliment کرتا ہوں کہ آپ نے ایک بڑا اچھا initiative لیا ہے اور ہم سب کی طرف سے ان جذبات کا اظہار کیا ہے۔ میرے خیال میں Chair کی طرف ہماری تاریخ میں اس نوعیت کا یہ پہلا initiative ہے۔ میں آپ کو ایک بار پھر مبارکباد دیتا ہوں، آپ کو اپنی مکمل تائید کا یقین دلاتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ آپ نے ایوان کے جذبات کے اظہار کا حق ادا کر دیا ہے۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you.

کمیلی صاحب، آپ دعا پڑھ لیں۔ Alright, ان کا mike on کریں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین ! میں Pakistan Peoples' Party کی جانب سے آپ کا بالخصوص شکرگزار ہوں کہ آپ نے کل بھی Session adjourn کیا اور آج بھی یہ statement جو آپ کی طرف سے اور Senate کی طرف سے دی گئی ہے، یہ یقیناً پہلی دفعہ ہے کہ Senate میں ایسے gesture کا مظاہرہ ہوا ہے۔ اس کے ساتھ میں اپنے تمام Opposition میں بیٹھے ہوئے ساتھیوں کا بھی نہایت شکرگزار ہوں جس طرح کل انہوں نے ہمارے ساتھ solidarity show کی اور اس موقع پر میں Treasury Benches کا بھی نہایت شکرگزار ہوں، ایک ایک member کا کہ جس طریقے سے انہوں نے اپنی ہمدردی کا اظہار کیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین : FATA کا بھی ذرا mention کر دیں کیونکہ they wanted to speak.

سینیٹر میاں رضا ربانی : جی sir، اور FATA کے ممبران کا بھی، وہ کل ہماری press conference میں تشریف لائے تھے، ان کا بھی میں نہایت شکرگزار ہوں۔ کل ایک بات Senate میں کھل کر سامنے آئی، وہ یہ کہ ایک genuine political worker چاہے وہ کسی بھی جماعت سے ہو، اگر اس کا بہیمانہ قتل ہو گا تو تمام political workers جو ہیں across the divide وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور ایک بڑا message جمہوریت کے لئے جاتا ہے۔ میں ایک بار پھر party کی جانب سے پورے ایوان کا اور بالخصوص آپ کا شکرگزار ہوں۔

FATEHA

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

کمیلی صاحب، آپ ذرا دعا پڑھیں۔

(اس موقع پر دعا کی گئی)

سینیٹر محمد عباس کمیلی : ایک بات کل، ہم سب نے انسانیت کے ناطے اس قتل کی مذمت کی لیکن شاید ہم سورہ فاتحہ پڑھنا بھول گئے۔ لہذا، گزارش ہے کہ مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کے لئے سورہ فاتحہ پڑھ لی جائے۔

(اس موقع پر سورہ فاتحہ پڑھی گئی)

Mr. Acting Chairman: Now, we shall resume the discussion on the budget. There is no point of order, there is no time.

جناب دیکھیں 12.40 پر نماز ہوتی ہے، I have got one hour and twenty minutes. جس میں 12 speakers ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اگر آپ توجہ دلاتے رہے تو پھر یہ speakers جو ہیں یہ speech نہیں کر سکیں گے۔ میں کسی کو اجازت نہیں دوں گا۔ Please sit down. We have 12 speakers and this discussion has to end at 12.40.

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ بالکل نہیں سمجھتے۔ I have got 12 speakers and this discussion has to finish by 12.30, 12.40 is *'Namaz'* and this has to finish. I am no more to further cut down this time. دیکھیئے! دعا کے بعد یہ معاملہ ختم ہے۔ کمیلی صاحب آپ شروع کریں، آپ کے پاس چھ منٹ ہیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین : مولانا صاحب آپ please بیٹھ جائیں، میں آپ کو

دوبارہ کسی اور موقع پر chance دے دوں گا' Orders of the جی now you sit down.
Day کی بات ہے فرمائیں۔

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Thank you. Mr. Chairman, we are four members in the Standing Committee from the Opposition side and our reservations are not included here in the motion.

Mr. Acting Chirman: They will come in the Committee report.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب چیئرمین! Democratic Alliance کے تین ممبر Finance Committee میں ہیں ' we boycotted the afternoon Session. تو اس کے باوجود بھی جو ہم نے points دیئے تھے وہ unfortunately مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے کیوں miss کئے ہیں' میں گیا ہوں اور میں نے اپنا حصہ ڈال دیا and I have collected that ہے hopefully میں سمجھتا ہوں گورنمنٹ اس کو withdraw کر کے اور جو نئی ہے اسے incorporate کر کے رکھے-----

Mr. Acting Chairman: We still have time for that. Let us finish the business in hand and these points can be brought up later in the other Session.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب میں عرض کر رہا ہوں کہ ابھی بھی اگر آپ order کر دیں تو یہ جو آخری page ہے' جس میں کہ recommendations لکھی ہوئی ہیں' اس میں جو ہماری recommendations ہیں انہیں incorporate کرکے میں دوبارہ دے کر آیا ہوں۔ اسے kindly incorporate کر کے اس کو withdraw کر لیا جائے اور نیا پیش کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں procedure یہ ہے کہ Let them present the report and we shall do that.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں یہ کہہ رہا ہوں اس کو withdraw کر کے وہ لے

آئیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں withdraw نہیں کرتے۔ آپ ان سے بات کر لیں۔

Let us finish the Session, we have four hours.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Sir, this list is not complete.

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ correction ہو جائے گی، میں نے کہا four hours and we can sort out these differences within these four hours and come back with it. So, let's proceed with present business please.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: جناب چیئرمین! آپ یہ announce کر دیں کہ یہ لسٹ incomplete ہے۔ this is incomplete. ، جناب چیئرمین! so, you are confirming

Mr. Acting Chairman: I am not confirming anything or disconfirming, we will sort it out during the debate

جناب قائم مقام چیئرمین: جی شہزاد وسیم صاحب فرمائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب یہ انصاف کی بات ہے----

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کی آواز بالکل نہیں آ رہی۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب میرا mike کھلے گا تو آواز آ جائے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں تو On نہیں کرتا۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب یہ پہلے سے On ہوتا ہے، اس mike کا مسئلہ حل کرائیں۔ پورے ہاؤس کے استحقاق سے اس کا تعلق ہے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ جب بھی نیشنل اسمبلی اور سینیٹ دونوں کا سیشن چل رہا ہوتا ہے تو ہمیشہ سینیٹ کے ساتھ discriminatoy

سلوک ہوتا ہے۔ اس ہاؤس کی performance debate کے حوالے سے ' اس ہاؤس کی performance قانون سازی کے حوالے سے ' اس ہاؤس کی performance مختلف issues کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں شاید نیشنل اسمبلی سے کئی لحاظ سے بہتر رہی ہے' اگر آپ T.V. Coverage کی بات کریں اور اگر آپ وزراء کی حاضری کی بات کریں یا کسی حوالے سے بھی دیکھیں تو اس ایوان کے ساتھ ہمیشہ discriminatory سلوک رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ ایک ایسا issue ہے کہ آپ اس کو separately لائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب! یہ ایوان بالا ہے مگر اس کا استحقاق تہہ و بالا ہو چکا ہے you being the custodian of the House آپ کی یہ بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ آپ ان کی حاضری کو ensure کروائیں۔

Mr. Acting Chairman: I shall look into it. I shall certainly pass the message on. I have already a request from the Opposition Mian Raza Rabbani

کہ انہوں نے 12.00 بجے نماز جنازہ پر جانا ہے تو کمیلی صاحب میں ان کو floor دے دوں گا تاکہ یہ چلے جائیں۔ جی کمیلی صاحب۔ آپ ٹائم کا خیال رکھیں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی: جناب! میں عرض کروں گا کہ اس دن میں نے چند جملے کہے تھے کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا اور ربط ٹوٹ گیا اس لئے مجھے پورا ٹائم دیا جائے۔ جناب! 6 minutes میں تو کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا آپ بولیں تو سہی۔

FURTHER DISCUSSION ON FEDERAL BUDGET 2004-05.

جناب محمد عباس کمیلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! جناب قاری صاحب نے جن آیات کی تلاوت کی میں اسی کی روشنی میں اپنی گفتگو کا آغاز کر رہا ہوں۔ آیات معیشت سے متعلق تھیں اور ارشاد ہو رہا ہے من اعرض عن ذکری فان له معيشة ضنكا

و نحشره یوم القیمۃ اعمی۔ جو ہمارے نصیحت سے اعراض کرے گا ہم اس کی معیشت کو تنگ کر دیں گے اور اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔ لیکن ان آیات کا انطباق کیا موجودہ دور پر ہوتا ہے یا سابقہ ادوار پر ہوتا ہے۔ کیا آج معیشت تنگ ہو رہی ہے یا ماضی میں معیشت تنگ تھی۔ آج تو معیشت کے دروازے کھل رہے ہیں۔ آج تو ہم پر نعمتیں اور رحمتیں برسنی شروع ہوئی ہیں اور یقیناً اگر ہم موازنہ کریں کہ ماضی میں معیشت کی کیا حالت تھی اور آج کیا حالت ہے۔ ہم figures میں نہیں جاتے۔ ہو سکتا ہے جیسا رضا ربانی صاحب نے بھی کہا اور بلور صاحب نے بھی کہا کہ یہ figures کی jugglery ہو لیکن ہم زمینی حقائق کا جائزہ لیں گے کہ معیشت کل کن حالات سے گزر رہی تھی اور آج کن حالات سے گزر رہی ہے۔ کیا کل ہم کاسہ گدائی پھیلائے ہوئے بین الاقوامی گداگر نہیں بن چکے تھے۔ کیا ہم پر بیرونی اور اندرونی قرضوں کا بوجھ دن بدن بڑھتا نہیں چلا جا رہا تھا۔ کیا ہم نے مجبور ہو کر اپنے ہی پاکستانی بھائیوں کے foreign exchange accounts پر ڈاکے نہیں ڈالے۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ ہمارا خزانہ خالی تھا اور ہم روز رو رہے تھے کہ ہمارا خزانہ خالی ہے اور ہمیں یہ خزانہ ورثے میں خالی ملا۔ موجودہ حکومت کو بھی ورثے میں یہی خزانہ خالی ملا تھا لیکن آج خزانہ پر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ عوام کو relief نہیں مل سکا ہے۔ اچانک راتوں رات حالات تبدیل نہیں ہوتے اور جو تبدیلی آئی ہے یہ کیوں آئی ہے؟ کیسے آئی ہے؟ کیا یہ 9/11 کے نتیجے میں آئی ہے؟ 9/11 کے اثرات تو پوری دنیا پر مرتب ہوئے، ہم پر بھی ہوئے ہوں گے لیکن یہ تبدیلی تو پہلے سے آنی شروع ہوئی ہے اور آج 9/11 کو ایک عرصہ گزر گیا۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیرو ما بانفسھم۔ خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت نہیں بدلتی۔ ہم نے حالات کو تبدیل کیا ہے، تب یہ تبدیلی آئی ہے۔ ایسے ہی حالات ہمیں 1980 کی دہائی میں بھی ملے تھے۔ اس وقت بھی ہم front line state بن گئے تھے جب افغانستان میں سوویت invasion ہوا تھا۔ اس وقت بھی ڈالر برس رہے تھے لیکن ہم نے وہ ڈالرز ملکی خزانوں میں ڈالنے کی بجائے اپنی جیبوں میں، اپنے personal accounts میں ڈالے اور ملکی معیشت تباہ ہوتی چلی گئی۔ آج حالات کس قدر بہتر ہوئے ہیں۔ کل تمام کارپوریشنیں تباہی کے دہانے پر پہنچی ہوئی تھیں، ہر ایک میں خسارہ ہی خسارہ تھا۔ آج ہر

ایک اطمینان کا سانس لے رہا ہے۔ آج معیشت کی کشتی جو ڈگمگا رہی تھی اس نے سنبھالا لے لیا ہے۔ آج بین الاقوامی طور پر پاکستان کا وقار بلند ہوا ہے۔ کل بین الاقوامی منڈی میں ہماری کرنسی کا open market میں کوئی خریدار نہیں تھا' آج ہماری کرنسی کو استحکام حاصل ہوا ہے۔ یہ سب اچانک اور معجزاتی طور پر نہیں ہو گیا۔ اس کے لئے efforts کی گئیں ہیں۔ اس کے لئے یقیناً سارا credit جاتا ہے صدر مملکت کو بھی اور محترم شوکت عزیز صاحب کو بھی' ان کی انتھک محنتوں کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔ کل corruption کن حدوں کو چھو رہا تھا؟ کیا حالت تھی؟ ہر حکومت نے corruption کا رونا رویا ہے۔ میں اتنا کہوں گا کہ

مجھے یہ بتا کہ یہ قافلے لٹے راہ میں تو یہ کیوں لٹے

مجھے راہزنوں سے غرض نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

تو یہ قافلے لٹتے رہے۔ آج corruption کو بھی روکا گیا ہے۔ بہتری آئی ہے حالات میں اور اس بجٹ کو دیکھ کر روشن مستقبل کی بجا طور پر توقع کی جا سکتی ہے۔ کیا یہ پہلی بار نہیں ہوا کہ بجلی کے نرخ بجائے بڑھانے کے کم ہوئے؟ کیا یہ پہلی بار نہیں ہوا کہ duties میں relief ملی؟ کیا یہ پہلی بار نہیں ہوا کہ exports بڑھی ہیں؟ کیا یہ پہلی بار نہیں ہوا کہ زرعی شعبے کو کافی مراعات دی گئی ہیں۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں بھی اضافہ ہوا ہے' اگرچہ یہ کم ہے'۔ میں بھی agree کرتا ہوں کہ کم ہے لیکن پھر بھی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو کچھ کیا گیا یہ حالات کے تناسب سے فی الحال بقدر اشک بلبل صحیح، لیکن آغاز ہو گیا ہے اور جب آغاز ہوا ہے تو مستقبل میں اس سے زیادہ کی توقع کی جا سکتی ہے۔ بعض ہمارے دوستوں نے اسے امراء کا بجٹ کہا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کمیلی صاحب آپ ذرا recommendations پر آجائیں کیونکہ وقت نہیں ہے۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی: جی میں recommendations پر آ رہا ہوں۔ بعض ہمارے دوستوں نے اسے امراء کا بجٹ کہا۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن جب پیداواری صلاحیت بڑھے گی تب ہی تو روزگار کے مواقع کھلیں گے۔ تب ہی تو غریب عوام کو بھی فائدہ ہوگا۔ جب کارخانے لگیں گے تب ہی تو روزگار ملے گا لیکن ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا' امراء کی بات ہوئی' غریبوں کی

بات ہوئی' middle class کی کوئی بات نہیں ہوئی۔ اصل میں middle class ہے جو چکی میں پس رہا ہے اور یہ middle class ہی ہے جو tax کا بوجھ اٹھاتا ہے اپنے کاندھوں پر۔ امراء ٹیکس نہیں دیتے' انہیں تو tax holidays ملتے ہیں وہ تو جب machineries import کرتے ہیں بنکوں کے ذریعے تو باہر ہی کثیر رقوم رکھ دیتے ہیں اور اس کے بعد اگر کمپنی ڈوبتی ہوئی نظر آئے تو فرار اختیار کر جاتے ہیں اور بنکوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اصل میں یہ middle class طبقہ ہے جو tax ادا کرتا ہے اور تمام ٹیکسوں کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ اس middle class طبقے کو encourage کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے قرضوں کی سہولتیں دینے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے میں کہوں گا کہ حبیب بنک کو بھی آپ نے privatize کیا۔ ABL کو بھی کیا۔ UBL کو بھی کیا۔ MCB کو بھی کیا لیکن خدا کے واسطے IDBP کو privatize نہ کریں۔ IDBP نے پورے ملک میں صنعتوں کا جال بچھایا ہے جس سے middle class طبقے کو بڑی سہولتیں ملی ہیں اور middle class طبقہ اس قابل ہوا ہے کہ وہ صنعتیں لگا سکے بالخصوص rural areas میں جبکہ یہ banks اگر privatize ہوگئے اور جو ہو رہے ہیں تو یہ تو فقط بڑے بڑے سرمایہ داروں کو قرضہ دیں گے۔ انہی کو سہولتیں دیں گی۔ پیسہ انہی کو دیں گے جن کے پاس پہلے سے وافر پیسہ ہوگا اور securities ہوں گی۔ متوسط طبقے کا ہرگز کبھی بھی ان commercial banks نے خیال نہیں رکھا ہے لہذا یہ ضروری ہے۔

دوسری ایک بات' کوشش کی جائے کہ اسے welfare state بنایا جائے۔ یہاں زکوٰۃ بھی آپ نے لاگو کر دیا ہے' خمس بھی لاگو ہونا چاہیے۔ بیت المال بھی ہے' social security system بھی ہو۔ بیت المال سے بھی امداد کی جائے۔ آخر پڑھے لکھے نوجوان ہیں' ڈگری یافتہ ہیں' اگر ان کو روزگار نہیں ملے گا تو وہ کلاشنکوف اٹھانے پر مجبور نہیں ہوں گے۔ پھر وہ کہاں جائیں گے؟ کیا کریں گے؟ بوڑھوں کو بھی' بیروزگاروں کو بھی allowance دیا جائے' اس سمت میں بھی کوشش کی جائے۔

ایک بات جو بہت ضروری ہے جناب کہ اب حج پالیسی آ چکی ہے' لہذا میں مطالبہ کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میرے ساتھی بھی میرا ساتھ دیں گے کہ MNAs' کو Senators کو مخصوص quota دیا جائے کم از کم بیس افراد کا کیونکہ بہت سارے افراد ہمیں approach

کرتے ہیں جن کے نام رہ جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ کمیلی صاحب۔ صفدر عباسی صاحب۔ انور بیگ صاحب۔ انہوں نے جانا ہے' جنازے پر جانا ہے۔ آپ کا نام ابھی نہیں آیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: یہ حج کے معاملے میں جو سینیٹرز اور ایم این ایز کے لئے کوٹہ کی بات کی گئی ہے۔ کیونکہ لوگ ان کے پاس آتے ہیں تو یہ قرارداد آپ پاس کرلیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، دیکھیں ابھی ہمارے پاس چار گھنٹے ہیں ۔ let us finish this proceeding آپ بیٹھیں دیکھئے آپ روک رہے ہیں ۔ ہمارے پاس چار گھنٹے ہیں آپ چیمبر میں آکر مجھ سے بات کرلیں ۔ جی انور بیگ صاحب ۔

Senator . Muhammad Enver Baig: Thank you Mr . Chairman , first of all I just like to thank you very much for the kind words you extended this morning and your co-operation concerning the death of our political worker in Karachi yesterday . I can only say that Munawar will long be rememberd in the hearts of the Pakistan Peoples Party.

Sir , coming to the budget presented by the Honourable Finance Minister I would just like to say that I am not an Economist but I just like to point out certain important issues in connection with the poor people of Pakistan . As everybody is aware of the fact that 80% of our population is the labour class and the minimum wage rate today is Rs . 2500 . I would just like to ask the Honourable Finance Minister that a man who is earning 2500 rupees , how can the Honourable Finance Minister frame his budget and his food and living .

If we are talking obout the labour class . there are the skilled workers who get a minimum wage of about five to six thousand a month

and even for those people it is extreemly difficult to frame the budget, I would just like to give some commodity prices and request the Honourable Finance Minister and his economic team that if he could be kind enough to make a budget for these poor people. the 80% people of Pakistan and let this House know that how a man getting 6000 rupees a month, a skilled, Carpenter, Mason, leave alone the unskilled who is getting a minimum wage of 2500 rupees.

Mr. Chairman, The Atta is sold at 235 rupees for 20Kg, Sugar is Rs.20/- , Ghee is Rs.395/- for 5Kg and the ordinary food items like Dalls the average prices are between 30 and 45 rupees. the Kerosene Oil is about Rs.32/- a liter I mean these are the basic commodities which a common man uses.

Mr. Chairman, the poor people of this country are not interested in inflation, GDP. They want to know that are they getting meal for three times a day but unfortunately, the poor people of this country probably have one meal a day and you just can not make budget sitting in the air conditioned offices in the back drop of the Margalla Hills and do not check what a common man's needs are. I would like to know from the Honourable Finance Minister has he gone to any labour unions in the country to ask the labour class as to what their problems are?As far as their salaries are concerned, their childern education is concerned, their health care is concerned. No. They have just made the budget for the rich class and they have accommodated the rich class, and I do not think that the poor people of Pakistan are going to benefit by this budget which has

been presented. I like to touch upon couple of other things like for example the cars. The gentleman, the Honourable Minister has given duty relaxation in cars upto 1600 CC and the others, I would like to demand on behalf of my party that a common man's requirement is a Cycle. The Cycle today is costing Rs. 3300/-. I would like to demand the Honourable Finance Minister to waive all the duty and taxes on the Cycles so that it may cost Rs. 2000/- so that a common man can go and afford and take it. In the rural areas of Pakistan, you know which is the major part of our population, people have to travel and it takes hours and hours that they just walk across villages and this mode of transportation is made cheaper, I think it will definitely benefit a common man rather than reducing duties and taxes on cars. And for middle class, I would like to demand on behalf of my party that cars upto 800 and 1000 cc should be within a common man's reach or the middle class who can afford to pay and take on lease or whatever they can, as in particular the lower middle class, for their motor cycles. Reducing duties on vehicles over and above 1600 cc does not benefit a common man. So, I would like to demand from the Finance Minister that he must look into it and in particular the cycles for the poor of this country.

Mr. Acting Chairman: Thank you.

اب ذرا conclusion شروع کر دیں please.

سینیٹر محمد انور بیگ: جناب میں نے گھڑی دیکھی ہے۔میں نے پورے ساڑھے گیارہ بجے شروع کیا تھا میں آپ سے request کروں گا جناب آپ مجھے تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

دیں۔ مہربانی ہو گی آپ کی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ بولیں۔

Senator Muhammad Enver Baig: I would also like to bring on record. On one hand the government, the Treasury benches members are praising the Finance Minister but I would like to put on record, Mr. Chairman, that in the year 2003, 570 people in this country committed suicide, economically suicide and nothing else. I would like to congratulate the Finance Minister for 570 deaths and he has got 570 people less to feed and I think he needs a *tamgha-i-jurrat* on this.

I would like to demand that the government has imposed and in fact it is already there the petrol surcharge which contributes 60 billion rupees. I demand on behalf of my party, Mr. Chairman, that this petroleum surcharge should be waived off so that the petroleum prices trickle down and it goes right upto the common man.

گاؤں کی سطح تک اس کا فائدہ ہو گا۔

They are collecting over 50 billion rupees in petroleum surcharge. This should be reduced and abolished with immediate effect.

As regard to the agriculture machinery, the duties have been reduced but I would like that the import of industrial machines and equipment should also be reduced to zero so that more industrial units are installed in the country, so that employement is generated. So, we would demand that duties on the industrial machinery should also be on zero basis.

The other important thing which I would like to inform you, Mr. Chairman, is the 25 rupees which the government charge within the electricity bill for television license fee. Sir, you will be surprized to learn that 75% of total subscribers of WAPDA do not have T.V. in their homes.

ایک آدمی جس کی minimum wage ڈھائی ہزار روپے ہے اس سے -/25 روپے آپ زبردستی لے رہے ہیں اور اگر کہتے ہیں کہ جی واپڈا کے پاس آپ چلے جائیں اور کہہ دیں کہ جی میرے پاس ٹی وی نہیں ہے وہ بڑے پیار محبت سے کاٹ دیں گے۔

Sir, that is not the case. I demand that this 25 rupees should immediately be withdrawn which has been included into the electricity Bill.

Mr. Acting Chairman: Time is running out. Just one minute.

Senator. Muhammad Enver Baig: Sir, I would like to ask the honourable Finance Minister that in the last four years 25 billion rupees have been waived off of the top industrialists of this country. I would like that the honourable Finance Minister kindly provide a list of those loans which have been written off or waived of to all people, irrespective of any class. 25 billion Rupees have been waived off. The poor people of Pakistan are paying this money in duties and taxes.

اور یہ جتنے امیر اور سرمایہ دار لوگ ہیں' اس میں involved ہیں

I demand that a list of all those who are involved, be provided in the next session of this House.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Mr. Safdar Abbasi.

سینیٹر امان اللہ کنرانی: جناب والا! مجھے موقع دیا جائے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: انہیں موقع دے دیجئے۔

Mr. Acting Chairman: No, No. Please

اگر آپ نے تقریر کرنی ہے تو ٹھیک ہے otherwise I have to switch over.

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! میں تقریر نہیں کر رہا ہوں I am withdrawing my name. آپ امان اللہ صاحب اور ثنا اللہ صاحب کو موقع دے دیں۔

Mr. Acting Chairman: Kanrani Sahib, please take ten minutes.

(مداخلت)

سینیٹر امان اللہ کنرانی: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے کہ آج آپ نے مجھے time سے نوازا ہے۔ کل سے میں اس انتظار میں تھا۔ یہ حکومت جسے جمہوری حکومت کہا جاتاہے، اس کا یہ دوسرا بجٹ ہے۔ جس وزیر خزانہ نے یہ بجٹ پیش کیا ہے، اس کا یہ پانچواں بجٹ ہے۔ اس حوالے سے جو دعوے کئے جاتے ہیں، ان کو دیکھا جائے اور خاص طور پر میں اپنے تجربے کی بات کرتا ہوں، جو میں نے اس ہاؤس کے توسط سے کیا ہے، جو معلومات مجھے اس ہاؤس کے ذریعہ سے ملی ہیں، اس حوالے سے میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں تک مجھے یاد ہے کہ 9 مئی کو ایک اجلاس کے دوران وزیر خزانہ صاحب نے اس ہاؤس کو یہ بتایا تھا کہ 2003-04 کے بجٹ کا ابھی تک 27% consume ہوا ہے۔ یعنی گزشتہ بجٹ، جس کے اعداد وشمار کو سامنے رکھتے ہوئے ہم لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان نے بہت ترقی کی ہے اور بہت بڑا فرق پڑا ہے۔ حکومت کے اپنی اعداد وشمار کے مطابق اس بجٹ کا 27% بھی گزشتہ سال حکومت خرچ نہیں کر سکی۔

Mr. Acting Chairman: Can I have Order in the House, specially among the FATA Members. Please carry on.

سینیٹر امان اللہ کنرانی: جس بجٹ کی آج ہم تعریفیں کر رہے ہیں، جن ground realities کی ہم بات کر رہے ہیں، جس غربت کے خاتمے کی بات کر رہے ہیں، جس ترقی کی بات

کر رہے ہیں، یہ بات خود on record ہے کہ اگر حکومت، مئی سے لے کر جون تک، جلدی جلدی بھی بجٹ ختم کر لے تو تب بھی گزشتہ سال کا 30% بجٹ خرچ نہیں ہو سکا ہے۔ جناب والا! اگر میں اس حوالے سے مثال دوں کہ ایک کروڑ روپے کی Senators and MNAs کو جو schemes دی گئی ہیں، ان میں سے ابھی تک ایک روپیہ on ground خرچ نہیں کیا جا سکا ہے۔ جناب والا! یہ حکومت کی capability ہے۔ یہ حکومت کا حال ہے۔ صرف کاغذ لا کر عوام کے سامنے پیش کر دیے جاتے ہیں۔ ان کاغذوں کے تھدے میں سے، مجھے یقین ہے کہ نہ تو وزیر خزانہ go through ہوئے ہیں، نہ جمالی صاحب نے ان کاغذوں کو دیکھا ہے اور نہ کابینہ نے ان کاغذوں کو دیکھا ہے۔ سرکاری ادارے کمپیوٹروں سے کچھ کاغذ نکال لاتے ہیں اور ان سے عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔

جناب والا! عملاً عوام کی زندگی کیسے گزر رہی ہے، اس کا کیا حال ہے۔ کمیلی صاحب کو یہ بات نظر آتی ہے کہ بہت خوشحالی آ گئی ہے مگر میں نے جس کراچی کو دیکھا ہے، اس کراچی میں آج بھی لوگ pipe lines اور gutter lines میں رہتے ہیں۔ آج بھی لیاری میں لوگوں کو ایک tablet بھی میسر نہیں ہے۔ آج بھی لوگ گدھا گاڑی کے ذریعہ سے اپنی روزی کمانے پر مجبور ہیں کیونکہ ان کے پاس دیگر وسائل اور ذرائع نہیں ہیں۔ آج بھی لوگ کراچی میں بھوک سے مر رہے ہیں۔ اگر انہیں defence society میں خوشحالی نظر آتی ہے، اگر لاہور میں مال روڈ پر خوشحالی نظر آتی ہے تو یہ الگ بات ہے۔ میں وزیر خزانہ سے مطالبہ کروں گا کہ وہ بجٹ بنانے سے پہلے قمردین کاریز کا بلوچستان میں دورہ کریں۔ وہ گوادر کے ایک گاؤں کا دورہ کریں۔ پنجاب میں ڈیرہ غازی خان کے کسی گاؤں کا دورہ کر کے دیکھ لیں۔ یہ وزیر صاحب کی ذمہ داری میں آتا ہے۔ یہ frontier، پشتون خواہ صوبے کے کسی علاقے کا دورہ کریں تو پھر انہیں پتہ چلے گا کہ poverty کس حد تک reduce ہوئی ہے۔ جناب والا! poverty reduce نہیں ہوئی ہے بلکہ poverty بڑھی ہے۔ ان قومیتوں کا اس پاکستان پر قرض ہے ان کو اس طرح کی sovereignty ملنی چاہیئے ۔ ان قومیتوں کو، ان صوبوں کو، ان وفاقی اکائیوں کو sovereignty ملنی چاہیئے۔ ان کو یہ موقع دیا جائے کہ وہ اپنے حقوق کی بات کر سکیں۔ ان کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنے وسائل کے اندر۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ اپنی recommendations دیں۔

سینیٹر امان اللہ کنرانی: جناب عالیٰ! میری گفتگو یہی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اس بجٹ کو ختم کیا جائے اور اس بجٹ کو سارے صوبوں کو دیا جائے اور اس بجٹ کے ذریعے سے ہمارے اوپر زراعت کے ذریعے سے ، ایجوکیشن کے ذریعے سے ، صحت کے ذریعے سے صوبائی خود مختاری کو bulldoze کیا جا رہا ہے ۔ زراعت کی جو کارکردگی ہے وہ آپ کے سامنے آ چکی ہے ۔ اس بجٹ کے ذریعے سے 70% ہماری زراعت reduce ہو چکی ہے۔ ہمارے مال مویشی مر چکے ہیں، ہمارے ہاں جو زمین ہے وہ بنجر ہو چکی ہے۔ آخر یہ کس کا کام ہے ۔ یہ اس حکومت کا کام ہے ، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اس لیے ہوا ہے کہ سارے وسائل وفاقی حکومت لے جاتی ہے ۔ زراعت کو ایک صوبائی subject ہونا چاہیئے اور صوبوں میں جانا چاہیئے ۔

جناب چیئرمین! آج ایجوکیشن کی حالت کیا ہے؟ ہم میں سے قسم اٹھا کر یہ لوگ بتا دیں کہ کتنے لوگوں کے بچے سرکاری سکولوں میں پڑھتے ہیں، ہم میں سے یہ سب قسم اٹھا کر بتائیں کہ سوائے privileged class کے، جس کو privilege حاصل ہے وہ جا کر سرکاری علاج کراتا ہے ۔ عام آدمی کا بتائیں ، ہسپتالوں میں لائن میں لگے ہوئے لوگوں کو tablet تک نہیں ملتی ہے اور یہ کروڑوں ، اربوں روپے خرچ کرنے کی بات کرتے ہیں ۔ یہ صرف ایک طبقہ ہے جو ہمیں نچوڑ رہا ہے کہ ہمیں یہ چاہیئے ، سارے health کے اخراجات جو بجٹ---

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ ۔

سینیٹر امان اللہ کنرانی: نہیں جی، میرا ابھی time رہتا ہے---

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا time ختم ہو گیا ہے ۔

سینیٹر امان اللہ کنرانی: نہیں جی ، ختم نہیں ہو چکا ہے۔جناب عالیٰ---

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے پھر اور نہیں بولیں گے۔

سینیٹر امان اللہ کنرانی: جناب عالیٰ! یہ بجٹ صوبوں میں جانا چاہیئے ۔ ایجوکیشن کا بجٹ صوبوں میں جانا چاہیئے ۔ صحت کا بجٹ صوبے میں جانا چاہیئے کیونکہ یہ اپنی نااہلی prove کر چکے ہیں۔ چودہ کروڑ پاکستانی عوام اس کے ثمرات سے محروم ہیں، جب تک یہ وسائل کو نیچے تک

نہیں ے جائیں گے صرف کاغذوں کے ذریعے سے جو بجٹ بنائیں گے" اس کے ثمرات لوگ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ یہاں پر بجٹ دفاع پر خرچ کیا جاتا ہے ۔ اس دفاع پر خرچ کیا جاتا ہے جس دفاع نے ۱۹۷۱ء میں ہمارا دفاع نہیں کیا۔جو دفاع سیاچن میں ہمارا دفاع نہیں کر سکا۔ جو دفاع ہمارے لیے کارگل کو نہیں بچا سکا۔ جب ہم کراچی کے حالات کی بات کرتے ہیں، جب بلوچستان کے حالات کی بات کرتے ہیں تو وہاں IG کو sack کیا جاتا ہے کہ law & order کو کنٹرول نہیں کر سکا، کراچی کی بات کرتے ہیں تو کراچی کے DIG کو sack کیا جاتا ہے کہ وہ وہاں پر law & order ٹھیک نہیں کر سکا۔ حیدرآباد میں جب irrigation کا سوال آتا ہے تو وہاں پر سیکریٹری اریگیشن کو sack کیا جاتا ہے ۔ وہ اپنے فرائض کی ذمہ داری ادا نہیں کر سکا۔ میں پوچھنا چاہتاہوں کہ اس دفاع کو بڑھا رہے ہیں جو ۷۱ء کے fall کے ذمہ دار ہیں۔ اس دفاع کا بجٹ بڑھا رہے ہیں جو سیاچن کے fall کے ذمہ دار ہیں۔ اس دفاع کا بجٹ بڑھا رہے ہیں جو کارگل کے fall کا ذمہ دار ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر جو لوگ ذمہ دار ہیں بجائے اس کے بجٹ بڑھانے کو ان کو sack کیا جائے، اسی طرح sack کیا جائے جس طرح سول سرونٹ کو sack کیا جاتا ہے ۔ وہ سول سرونٹ ہیں اور سول سرونٹ ایکٹ کے تحت ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیئے ۔نہ کہ ان کے بجٹ کو بڑھایا جائے---

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ کنرانی صاحب ، بڑی مہربانی ، the point has been made. شکریہ، ثناء اللہ صاحب آپ نے بھی جنازے پر جانا ہے --

سینیٹر امان اللہ کنرانی، اور اس طرح سے چھاؤنیاں بنائی جا رہی ہیں ۔ ان چھاؤنیوں کے ذریعے سے بجٹ کو بڑھایا جا رہا ہے ۔ لوگوں کو قتل کرنے کے لیے ،لوگوں کو تباہ کرنے کے لیے چھاؤنیاں بنائی جا رہی ہیں ۔ جب تک لوگوں کو اعتماد میں نہیں لیں گے کوئی بجٹ کامیاب نہیں ہو گا نہ لوگوں کو اس کے ثمرات ملیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بہت شکریہ۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، دیکھیئے ، میں کل سے کوشش کر رہا ہوں۔ آپ کو پتہ ہے

کہ میں نے اپنی personal efforts اس میں کتنی ڈالی ہوئی ہیں۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔

The only thing is that I can write a letter.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: فنانس منسٹر کو بلالیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ دوسرے سیشن میں آئیں گے۔

but you have six minutes because your name was called yesterday and you were not here. Your name should have been officially struck. You were not here.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: جناب!

Mr.Acting Chairman: Don't waste time please, proceed.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اکیسویں صدی میں پاکستان کا ایوان بالا ایک غیر آئینی دستاویز کو یہاں پر بیٹھ کر بحث و مباحث کر رہا ہے۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کے آرٹیکل ۱۶۰ کے تحت وفاقی حکومت کی یہ ایک ذمہ داری تھی کہ صوبوں کے مابین محاصل کی تقسیم کا ایک مستند سا فارمولا لانے کے بعد وہ بجٹ مرتب کریں لیکن ۱۹۷۳ء کے آئین کے آرٹیکل ۱۶۰ کی مسلسل تیسری بار خلاف ورزی کی جا رہی ہے اور جناب والا! یہ خلاف ورزی کس کے کہنے، کس کی خواہش کے تحت کی جا رہی ہے یہ سب کو پتہ ہے کہ بالا دست طبقہ یہاں کا بالادست صوبہ، یہاں کی زیر دست قوموں کی خواہشات کو، مفادات کو، ان تجاویز کو ردی کی ٹوکری میں پھینک رہا ہے اور انسانوں کو انسان نہیں سمجھا جاتا۔ لوگوں کی گیس کی سہولت ہڑپ کی جاتی ہے، لوگوں کے ساحلوں پر قبضہ جاری ہے۔ دوسری طرف یہ افسوس کی بات ہے کہ آئین کے دعویدار اور جمہوریت کے دعویدار مسلسل ۸ سال سے ایک ایسی ناکام حکومت میں اس وقت براجمان ہے کہ جو مسلسل تین سالوں سے ایک NFC Award پر صوبوں کے مابین ہم آہنگی نہیں کروا سکتی تو یہ اس ملک کو کیسے خوشحالی کی راہ پر گامزن کرنے کے دعوے کرتے ہیں۔

جناب والا! ۹۰۲ ارب روپے سے زیادہ کا جو بجٹ یہاں پر پیش ہوا ہے، میرے تمام

دوستوں نے کہا کہ یہ اعداد و شمار کی شعبدہ بازی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اعداد و شمار کی یہ شعبدہ بازی بھی ایک مخصوص طبقے کو، ایک مخصوص ٹولے کو نوازنے کے لئے کی گئی ہے۔ کیونکہ جب ہم سماجی شعبے کی ترقی کی بات کرتے ہیں، جب ہم انسانوں کی ترقی کی بات کرتے ہیں، جب پاکستان کے حقیقی انسانوں کی بات کرتے ہیں تو آج پاکستان میں غربت کی شرح ۶۰ فیصد سے آگے بڑھ گئی ہے، آج لوگ اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیج سکتے، ہمارے سکول ویران ہو گئے ہیں، ہماری تعلیم کی شرح دن بدن گرتی جا رہی ہے، معیشت کی شرح گرتی جا رہی ہے، ۱۶، ۷ ا ارب ڈالر کے دروغ گوئی پر مشتمل foreign reserves کی جو بات کی جاتی ہے، جناب والا! یہ سارا ڈرامہ ہے۔ یہ پیسے کیسے آئے اور کہاں سے آئے؟ آج بلوچستان، سندھ، سرائیکی علاقہ اور پختون یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے ساتھ ایک انتہائی technical قسم کی زیادتی ہو رہی ہے۔ انتہائی تیکنیکی انداز میں ان کے معاشی مفادات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ ان کے سماجی مفادات سے متصادم پالیسیاں بنائی جا رہی ہیں۔ ان کے سیاسی مفادات سے متصادم سیاسی پالیسیاں بنائی جا رہی ہیں۔ آج تک ۲۱ ویں صدی کے شروع میں بلوچستان میں ۲ ہزار سے زیادہ انسان بھوک، پیاس اور افلاس کے ہاتھوں موت کا شکار ہوئے۔ دوسری طرف آج بلوچستان میں سماجی ترقی کے شعبے میں ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا جاتا جبکہ وہاں فوجی چھاؤنیوں، فرنٹیئر کور، کوسٹ گارڈ اور میری ٹائم سیکورٹی ایجنسی کی بدمعاشیوں کے لئے بلوچ عوام کے قتل عام کے لئے آج ۱۶ ارب سے زیادہ کی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب والا! آپ اعداد و شمار کی شعبدہ بازی سے پاکستان کے لوگوں کو بے وقوف تو بنا سکتے ہیں لیکن آج سب کو پتا ہے کہ پاکستان کو وانا سے لے کر گوادر تک بندوق کے سائے میں چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آج گوادر میں سماجی ترقی کی بات ہو رہی ہے۔ اگر یہ سماجی ترقی ہے تو پھر یہ بندوق کے سائے میں کیوں ہو رہی ہے؟ دنیا میں بندوق دو جگہ پر اٹھائی جاتی ہے۔ لوگ اپنی عزت نفس اور قومی بقا کے لئے بندوق اٹھاتے ہیں یا کوئی چور اور ڈاکو لوگوں کا مال و دولت لوٹنے کے لئے بندوق اٹھاتا ہے۔ آج بلوچستان کے عوام غیور ہیں، محب وطن ہیں، وہ اپنے ملک کی ترقی چاہتے ہیں لیکن کوئی ایسی ترقی نہ ہو جو ہاشوانی کے ہاتھوں ان کی زمین بیچ دے، جو کسی greek town کے نام پر ان کی ثقافت بیچ دے، جو میگا پراجیکٹ کے نام پر ان

کی زمین کو ہڑپ کرنے کی بات ہو۔ جناب والا! ایسی development کی بلوچ سیاسی طور پر مذمت کریں گے۔ آخر ۵ ارب روپے کی شعبدہ بازی کا فنڈ شوکت عزیز نے رکھا ہے۔ ہم یہ واضح کر دیں گے کہ ہم اپنے زیور بیچ کر اپنی زمین، اپنی ثقافت اور اپنے جغرافیے کا دفاع کریں گے۔ آپ کے پاس اربوں روپے ہوں گے، آپ کے پاس بندوق ہوگی۔ آپ چھاؤنیاں بنانے کی بات کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے لئے یونیورسٹی بنائیں۔ پاکستان کے اندر ۷۰ یونیورسٹیاں ہیں اور بلوچستان کے اندر تمام وسائل اور تمام سہولتوں سے مزین ایک یونیورسٹی بھی نہیں ہے۔ جناب والا! یہ ۲۱ ویں صدی ہے۔ قرآن شریف بھی کھول کر پڑھیں۔ یہ ہماری قسمت میں نہیں لکھا کہ ہماری مائیں ۲۵ کلو میٹر سے پانی لائیں، یہ ہماری قسمت میں نہیں لکھا کہ ہمارے بچے اس گرمی میں ننگے پاؤں پھریں۔ یہ ہماری قسمت میں نہیں لکھا کہ ہمارے نوجوان خود کشیوں پر مجبور ہو جائیں۔ ہم نے اس ملک میں شمولیت اس لئے اختیار کی تھی کہ یہاں پر ہمارے سیاسی، معاشی، معاشرتی اور انسانی مفادات کا تحفظ ہوگا۔ اگر پاکستان بلوچوں، پختونوں اور سندھیوں کے سیاسی اور معاشی مفادات کی حفاظت نہیں کر سکتا تو جناب والا! یہ حق پہنچتا ہے کہ لوگ خودمختاری کی بات کریں اور اگر خودمختاری پر بھی بات نہیں رکتی تو علیحدگی کا مطالبہ جائز مطالبہ ہوگا کیونکہ جب متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے مفادات کو۔۔۔

Mr. Acting Chairman: Stop, wrap up, please stay within the subject. Nothing to do with separation. Please talk about the budget.

Senator. Sanaullah Baloch: Sir, I am not talking about the separation. Everybody has the right.........

Mr. Acting Chairman: No, and please wrap up. Yes, Naseer Khan.

Dr. Muhammad Naseer Khan (Minister for Health: The honourable Senator is very very enlightened person and his these kind of remarks that bring so pain and misery within the country. He says that

there is so much division in the country. We all Muslims and it is the time that we all unite........

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: میں آپ کو بتاؤں کہ متحدہ ہندوستان میں جب ہندوں کے ہاتھوں، انگریزوں کے ہاتھوں، سکھوں کے ہاتھوں مسلمانوں کے معاشی مفادات نظر انداز کئے جا رہے تھے، جب مسلمانوں کے سیاسی مفادات نظر انداز ہو رہے تھے، جب مسلمانوں کی اقتدار میں شراکت نہیں تھی، اختیار میں شراکت نہیں تھی، منصوبہ بندی میں شراکت نہیں تھی تو محمد علی جناح نے علیحدگی کا نعرہ نہیں دیا، ایک الگ ملک کے قیام کا نعرہ نہیں دیا۔ ہم دو ہزار سال سے اس جغرافیہ کے مالک ہیں۔ جناب والا! ابھی اس پاکستان کو ایک مضبوط پاکستان دیکھنا چاہتے ہیں۔ غیر آئینی بجٹ، غیر آئینی اقدامات، غیر آئینی طریقے سے بندوق کی نوک پر جناب والا! -----

Mr. Acting Chairman: Sanaullah you are out of line, close down his mike. I shall not let you speak unless you stay within the bounds of this discussion. No, this is not the subject, talk of Budget, you are not talking of budget, you are talking of separation, you are talking of treason.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: جناب، یہ بجٹ آئین کے Article-160 کے تحت آنا چاہیے تھا، ایک غیر آئینی بجٹ پر آپ مجھے کہتے ہیں کہ بحث کریں۔

Mr. Acting Chairman: Express that, no, express that but do not say about the breakages. No, I shall not allow that, I will not allow it.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: آپ جب غیر آئینی فیصلے کرتے ہیں۔ sir, مجھے conclude کرنے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا time بھی پورا ہو گیا ہے، آپ کا time پورا ہو گیا ہے۔ گلشن سعید صاحبہ speech کریں۔ But he not concluding, he is disconcluding but tell him to stay within bounds for God's sake.

Senator. Sanaullah Baloch: Sir, I am not in the bounds.

Mr. Acting Chairman: No, you are not in the bounds.

Senator. Sanaullah Baloch: No, sir, I am in the bounds. This is my Constitutional right to speak for my people sir.

Mr. Acting Chairman: You are not reading it as your country at the moment. No, I shall not allow that, certainly not, all you have one minute to conclude. Please,

You have one minute to conclude -بیٹھ جائیں please بیٹھ جائیں، گلشن سعید صاحبہ

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اکیسویں صدی میں غیر آئینی اقدامات کے تحت، غیر آئینی فیصلوں کے تحت اختیارات کی مرکزیت کے ساتھ کوئی بھی ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ آپ غیر آئینی بجٹ، آپ غیر قانونی بجٹ، آپ غیر آئینی فیصلے اگر اس ملک میں اس وفاق پر، لوگوں پر مسلط کریں گے تو جناب والا! یہ ملک اس سے پہلے بھی نقصان سے دوچار ہوا ہے، اس ملک کی سلامتی پہلے ایک دفعہ متاثر ہو چکی ہے۔ آج یہ حقیقت ہے کہ اگر گوادر سے لے کر Wana تک فوج movement میں نہیں ہے، ہم غلط کہہ رہے ہیں، آج اگر سارے لوگوں کے اندر ایک ہیجانی کیفیت اور صورت حال نہیں ہے تو اس پر ملامت ہے۔ اگر ہم آپ کے سامنے حقیقت رکھ رہے ہیں تو یہ ہمارے فرائض میں شامل ہے، ہم تاریخ کے سامنے مجرم نہیں بننا چاہتے۔ جناب والا! ہمیں پتا ہے کہ ہمیں اس ملک کے اندر رہنا ہے، اس کی حفاظت کی ذمہ داری ہم سب پر ہے لیکن اگر غیر آئینی اقدامت ہوں گے تو جناب والا! ہم دیوار کی طرح کھڑے ہو کر ان کا ڈٹ کا مقابلہ کریں گے۔ Thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you.

مہتاب صاحب آپ نے بھی جنازے پر جانا ہے تو

you have five minutes because your name came in the last.

Senator Sardar Mahtab Ahmad Khan Abbasi: I will try to combat.

Mr. Acting Chairman: O.k, fine.

Senator Sardar Mahtab Ahmad Khan Abbasi: Thank you Mr. Chairman.

میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے آپ کو گزارش کروں گا کہ میرے honourable Member ثناء اللہ بلوچ نے اس ایوان میں جو کچھ کہا وہ budget speech کے احاطے کے اندر کہہ رہے تھے تو اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ at least the Chair must not react آپ کو react نہیں کرنا ہے کیونکہ ---

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں آپ کی عینک کے شیشے کچھ زیادہ ہی white framed ہیں' no it was not.

سینیٹر سردار مہتاب احمد خان عباسی: میں گزارش کروں گا جناب چیئرمین شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Chair is normally, absolutely impartial but when it is concerned to country's disintegrity, I am afraid, I shall speak

سینیٹر سردار مہتاب احمد خان عباسی: جناب چیئرمین! میں اس بارے میں اس وقت زیادہ بحث نہیں کروں گا لیکن میں اپنی بات کرنا چاہتا ہوں کہ Finance Minister نے اپنی بجٹ تقریر میں اپنے گزشتہ چار پانچ سالوں کی monetary اور fiscal پالیسیوں کے جاری رکھنے کا اور ان کے تسلسل اور اس کے نتیجے میں کامیابیوں کا ذکر کیا۔ ان کے خیال کے مطابق پاکستان نے پچھلے پانچ سالوں میں اور خاص طور پر اس رواں مالی سال میں بڑی معمولی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ جناب والا! میں کہوں گا کہ ایک بجٹ کسی ملک کی صرف monetary اور fiscal policies کو سیٹ نہیں کرتا بلکہ یہ اس کے socio political trends اور اس کے indicators پراثر انداز ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے اس ملک میں پچھلے پانچ سال میں فوجی حکمرانی میں مسلسل استحکام اور تسلسل تو ضرور رہا لیکن اس ملک کے پندرہ کروڑ لوگ مسلسل عدم استحکام، مستقبل سے مایوسی اور غیرملکی آلہ کاروں کا شکار رہے۔ جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ اس سے قبل بھی اس ملک میں ایک فوجی آمر جنرل ایوب خان نے اپنے دس سالہ دور آمریت کے آخر میں پاکستان کی

ترقی کا دس سالہ جشن منایا تھا اور دس سالہ جشن پرحقیقت یہ تھی کہ وہ پاکستان کی ترقی کے دس سال نہیں تھے بلکہ وہ پاکستان کو توڑنے کے دس سال تھے۔ آج اس کا ذکر میرے بھائی ثناء اللہ بلوچ نے کیا۔ ہم آج پھر اسی صورتحال سے دوچار ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جب بھی عوام کی حاکمیت اور حکمرانی کو بندوق کی زور سے رد کیا جائے گا' اسے مسترد کیا جائے گا تو میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ دنیا میں کوئی ملک ظلم اور زیادتی کے سہارے زیادہ عرصہ نہیں چل سکا اور ہم نے دیکھا کہ 1971ء میں جب مشرقی پاکستان میں فوج کشی ہوئی تو اس کے نتیجے میں بنگلہ دیش وجود میں آیا۔ یہ باتیں ہمارے ساتھ گزر چکی ہیں اور یہ باتیں جو آج ہو رہی ہیں یہ نئی نہیں ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہم نے کب سبق سیکھنا ہے۔ یہ نہایت ضروری بات ہے۔ کسی Finance Minister کی تقریر چاہے کتنی اچھی کیوں نہ ہو' اس کے الفاظ کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں' اس میں کتنے ہی سبز باغ کیوں نہ دکھائے گئے ہوں لیکن جو قوم اور ملک اپنے مستقبل سے مایوس ' اپنے قومی تشخص سے مایوس اور کسی غیرملکی سامراجی خواہشات کے آلہ کار بن جائیں تو حقیقت یہ کہ وہ ملک کسی طرح بھی ترقی یافتہ نہیں کہلا سکتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ ذرا winding up شروع کر دیں۔

سینیٹر سردار مہتاب احمد خان عباسی : جناب والا! آج پاکستان میں جس طرح بدامنی اور law and order ہے' ملک کے کسی شہر میں' کسی گاؤں میں' وانا سے لے کر کراچی تک لوگوں کی جان و مال محفوظ نہیں۔ پاکستان کے محب الوطن قبائل آج اپنی فوج کے ہاتھوں تذلیل کا شکار ہیں' ان کے ہاتھوں اپنی جانیں نچھاور کر رہے ہیں۔ یہ کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے ملک کے لوگوں پر اس لئے فوج کشی کے لئے تل چکے ہیں کہ ہمارے آقا امریکہ کی یہ خواہش ہے۔ امریکہ کی یہ خواہش ہے کہ اس ملک میں اسلام کے نام لینے والوں کا قلع قمع کیا جائے۔ یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر بنا تھا اس کا وجود ختم ہو جائے-----

جناب قائم مقام چیئرمین : مہتاب صاحب recommendations دینی شروع کریں۔

سینیٹر سردار مہتاب احمد خان عباسی: جناب والا! میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ

Finance Minister نے خوشخبری سنائی ہے کہ ہم اس سال IMF کے regulatory نظام سے چھٹکارا حاصل کرلیں گے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ IMF is irrelevant کیونکہ آج ہم براہ راست امریکہ کی dictation میں ہیں۔ ہمیں یاد ہے کہ Finance Minister نے 9/11 کے جو پاکستان پر negative economic effects تھے اس کے بارے میں کہا تھا کہ Pakistan has suferred about 10 billion dollar losses. لیکن جب ہمیں امریکہ سے ملا تو ایک ارب ڈالر ملا' یہ کس کی غلطی تھی' کیا جان بوجھ کر ہم نے یہ غلطی کی یا اس کے بارے میں پس پردہ عزائم تھے؛ آج جو کارگل کے بارے میں جنرل زینی نے نئے حقائق آشکار کئے ہیں' کل کسی طرح اس معاملے سے بھی پردہ اٹھے؛

جناب Finance Minister نے بجٹ کو business friendly قرار دیا وہ اگر اس کو The poor friendly بتاتے تو شاید اچھا ہوتا کیونکہ مہنگائی میں اضافہ اپنے عروج پر پہنچ چکا ہے۔ غریب اور سفید پوش طبقہ اپنی عزت بچانے سے قاصر ہے۔ ملکی تاریخ میں مفلسی کے ہاتھوں خودکشی کرنے والوں کی تعداد شاید ایک ریکارڈ ہے اور یہ بڑی شرمناک صورتحال ہے۔ بیروزگاروں کی تعداد میں ایک ریکارڈ اضافہ ہے۔ جناب والا! آج پاکستان کو یہ خوشخبری سنائی جاتی ہے کہ ہم GDP 8% بڑھنے کی توقع کر رہے ہیں۔ آج پاکستان چین اور ہندوستان کی منڈی بن چکا ہے' یہ consumer منڈی ہے اور آئندہ سال جو WTO کے regulations نافذ ہوں گے اس کے لئے ہماری کوئی تیاری نہیں ہے۔ مجھے خطرہ یہ ہے کہ ہماری industries کہ جس کے بارے میں بڑے دعوے کئے جا رہے ہیں' یہ textile کے علاوہ کسی طرح بھی ترقی کے قابل نہ ہو سکے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you so much.

سینیٹر سردار مہتاب احمد خان عباسی : جناب والا! ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی ہے۔ جس ملک میں NFC Award ----- ' آپ جانتے ہیں آپ کا صوبہ سرحد سے تعلق ہے کہ صوبہ سرحد اور بلوچستان یہ ایسے دو صوبے ہیں کہ جن کو اپنے وسائل کے بارے میں یقین دہانی ہونی ضروری ہے' ان کے اپنے وسائل بہت محدود ہیں 'جو federalreserve سے collection

ہوتی ہے اس سے ان کا بجٹ بنتا ہے لیکن اس سال NFC Award کا واضح اعلان نہ ہو سکا، یہ میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت کی ضد کی بنا پر نہ ہوا اور یہ اس بارے میں بڑی غیر دانشمندانہ سوچ ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس بارے میں جلدی فیصلہ کیا جائے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you sir, thank you so much. Gulshan Saeed Sahiba.

سینیٹر سردار مہتاب احمد خان عباسی: جناب والا! میری تو ابھی کافی باتیں بقایا ہیں۔

Mr. Acting Chairman: I cannot afford to give time. Yes Mr. Raza Rabbani.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب میں یہ عرض کرنے لگا تھا کہ ہم لوگ protest اور نماز کے لیے ہاؤس سے جا رہے ہیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن ہاؤس سے چلی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: شکریہ جناب چیئرمین! اس بجٹ کے حوالے سے ' یہاں پر جتنی تقریریں ہوئیں اپوزیشن والوں نے بجٹ پر کم اور ملک پر اور ہمارے صدر پاکستان اور جمالی صاحب اور شوکت عزیز صاحب پر زیادہ تنقید کی اور ملکی حالات کو اتنا برا دکھایا ہے کہ میں نہیں سمجھتی ہوں کہ یہاں وہ تعمیر وطن کے لئے آتے ہیں یا تحقیر وطن کے لئے آتے ہیں۔ انہوں نے ملک توڑنے کی باتیں کیں ، میں چاہتی تھی کہ یہ میری باتیں سن کر جائیں مگر اب وہ جا چکے ہیں۔ بہرحال میں اس بجٹ پر صدر پاکستان جناب پرویز مشرف صاحب کو اور وزیر اعظم جمالی صاحب کو اور شوکت عزیز صاحب کو مبارکباد دیتی ہوں جن کی پالیسیوں کی وجہ سے آج متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے۔

میں چند سال پہلے کی معیشت کے حوالے سے تھوڑا سا موازنہ کروں گی، جو بہت بہت باتیں کرکے یہاں سے چلے گئے ہیں، آج سے پانچ سال پہلے کی میں بات کروں گی کہ جب سیاسی

حکومت گئی تھی تو ہم defaulter تھے ۔ ہمارے سٹیٹ بینک میں ایک پیسہ بھی نہیں تھا جتنے لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں یہ سب کو پتا ہے اور سارا لوگوں کا کمایا ہوا private sector کا اور جو کمپنیاں پاکستان میں کام کر رہی تھیں ان کا سارا foreign exchange usurp کر لیا گیا تھا۔ یہ اس حکومت کے کارندے جو یہاں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت بھی تھے۔ وہ اپنی بات کبھی نہیں سوچتے۔ آج پچھلے پانچ سال سے ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے reserves 12 billion تک چلے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے IMF سے ہمارے سارے معاملات اس سال کے end تک ختم ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اگر قرض لینے کی ضرورت پڑے گی تو ہم اپنے rates پر لیں گے۔ ہمیں کوئی مجبوری نہیں ہے کہ ہم کاسہ اٹھا کر لوگوں کے آگے پھریں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اس کا شکر ہے کہ چار سال میں پاکستان نے اتنی ترقی کی ہے۔ میرے خیال میں کہ ہم بہتر حالات میں ہیں۔

اب میں اس بجٹ میں ہونے والی کچھ چیزوں کے حوالے سے بتانا چاہتی ہوں ۔ یہ جو تنقید کر رہے تھے میرا خیال ہے انہوں نے بجٹ کو غور سے پڑھا نہیں ہے اگر وہ پڑھ لیتے تو ان کو تنقید نہ کرنی پڑتی۔ ہم نے بہت سے غیر ملکی قرضے ادا کر دیئے ہیں ۔ بیرونی سرمایہ کاری میں بہت اضافہ ہوا ہے ۔ ملک میں مجموعی سرمایہ کاری GDP کے حساب سے 16.7 ہوگئی ہے ۔ سٹاک مارکیٹ میں تیزی کا رجحان ہے ۔ برآمدات کا ہدف 8 per cent زیادہ ہو گیا ہے ، بجلی کی پیداوار میں 23 per cent اضافہ ہوا ہے ۔ صنعتی پیداوار میں 8 per cent اضافے کا ہدف رکھا گیا ہے مگر اس میں اضافہ بہت زیادہ ہوا ہے۔ اسی طرح گیس اور پانی کی فراہمی میں بھی ہدف سے زیادہ کامیابی ہوئی ہے ۔ صحت اور تعلیم کے شعبے میں بھی بھرپور ترقی ہوئی ہے ۔ اس مختصر جائزے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہماری حکومت نے عوامی خدمت کے جذبے کے تحت تمام شعبوں کی طرف بہت توجہ دی ہے اور اپنے اہداف حاصل کر لئے ہیں بلکہ کئی شعبوں میں ہدف سے زیادہ کامیابی ہوئی ہے ۔ یہ اس حکومت کی کامیابی کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔

اچھا بجٹ وہی ہے جس میں ملکی وسائل کے اندر رہتے ہوئے تمام شعبوں کی ترقی اور بہتری کی طرف توجہ دی جائے ۔ میرے خیال میں ملکی وسائل کو بہترین انداز میں بروئے کار لانے کی کوشش کی گئی ہے اور بجٹ میں نئے ڈیموں کی تعمیر ، موجودہ ڈیموں کی گنجائش میں

اضافہ ، نئی سیلابی نہروں کی تعمیر اور کھالوں کو پکا کرنے کا پروگرام جو ہے اس کو بہت appreciate کر رہی ہوں۔ تعلیم کے لئے تیرہ ارب روپے رکھے گئے ہیں اور صحت کے لئے چھ ارب روپے رکھے گئے ہیں ۔ ارکان پارلیمنٹ کی ترقیاتی سکیموں کے لئے بھی پانچ ارب روپے رکھے گئے ہیں ۔ بارہ لاکھ غریب خاندانوں کو امداد دی جائے گی۔جو سب سے زیادہ میں appreciate کروں گی جس کو میں سب سے زیادہ appreciate کروں گی وہ صدر پاکستان کا وہ پروگرام ہے جو انہوں نے زرعی ترقی کے لئے لوگوں کے لئے دیا۔ غریب کسانوں کو قرضے اس طرح دیئے ہیں کہ ان کو کوئی پوچھے گا نہیں، اس پر بہت کم شرح ہے۔ اس کے علاوہ ٹریکٹر، بلڈوزر اور زرعی آلات اور اس کے علاوہ دوائیوں پر انہوں نے جو چھوٹ دی ہے، میرا خیال ہے اس سے ہماری rural development بہت زیادہ بڑھے گی اور غربت میں کمی آئے گی کیوں کہ زیادہ غریب ہمارے دیہاتی علاقوں میں ہیں۔ میں اس چیز کو بہت زیادہ appreciate کرتی ہوں کہ یہ پروگرام بہت پہلے ہونا چاہیے تھا، مگر اس بجٹ میں آ ہی گیا ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ بہت بہتر ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: لیکن اب recommendations دینا شروع کر دیں۔

سینیٹر گلشن سعید: میری recommedations یہ ہیں کہ ٹی وی کے tax کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ یہ Ministry of Information cable operators سے لے۔ کیوں کہ کئی غریب لوگوں کے گھر میں ٹی وی نہیں ہے لیکن اس طرح ان کو یہ پیسہ ضرور دینا پڑے گا۔ مہنگائی کو کم کرنے کے لئے گوشت ، پھلوں اور سبزیوں کی export altogether بند کر دی جائے کیوں اس وقت ملک میں بہت مہنگائی ہے اور درمیانہ طبقہ اسے afford نہیں کر سکتا اور غریب بھی۔

NFC Award کے بارے میں، میں کہوں گی کہ اس کو جلد از جلد settle کیا جائے اور بلوچستان کے حوالے سے میں پھر recommend کروں گی کہ بلوچستان میں water reserves سب سے پہلے بنائے جائیں کیوں کہ بلوچستان کے لوگوں کو بہت problem ہے۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Dr. Muhammad

Said.

اذان 12.10 پر ہو گئی ہے اور نماز میرے خیال میں 12.40 پر ہے۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد سعد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Mr. Chairman, the time is too short and without any introduction I would like to place before the House a few points. First of all sir, Pakistan is a poor country. One third of the population is living a life below poverty line. The economy is overburdened with external and internal debts. We have limited financial resources and Mr. Chairman, we are spending money as if we are one of the richest nations in the world. My friends before me sir, have already pointed out the enormous allocation, more than 500 million rupees to the upkeep of the President House and the Prime Minister House. I would like to refer sir, the page 1182 of the development budget. In this budget sir, there is a provision for the construction of a national monument at Shakerparian hills. A foundation stone has already been laid and sir, in the budget an enormous amount of 200 million rupees have been provided. This is absolutely a sheer waste of money. Monuments sir, are erected to commemorate the memory of some very significant events like victory, victory in a battle or victory in a war. What would this monument sir, commemorates? Have we been able to take Siachen from Indian soldiers? Have we scored a victory in Kargil? Have we been able to release the Kashmiris from the yoke of Indians and sir, if the answer is "No" then, I would like to recommend that a 200 million rupees earmarked for this monument should be diverted to the

development of the rural areas, for schools, dispensaries and drinking water.

Secondly sir, there is no question about the importance and significance of the defence. If we have to live as an independent and honourable nation, we have to defend our borders. Sir, in the budget 2003-4, 160 billion rupess was earmarked for defence and this was revised to 180 billion. We would like to know sir, how this extra 20 billion rupees were utilized. Of course, nobody has dared to give us an explanation but the reasons are quite simple.

This has been spent, Mr. Chairman, this obviously has been spent on military operation on our western border and particularly in Waziristan. Sir, this 20 billion rupees is the war bill that we are paying for American war in Pakistan against Pakistanis. We are using tanks, sir, using artillery, they are using helicopter gunships against our own citizens and I demand, sir, that this ruthless war must immediately be stopped. Sir, in the present budget an allocation of 190 billion rupees have been demanded. I shall not vote for it unless the defence budget is placed before the House for a detailed discussion.

Thirdly, sir, 12 billion rupees have been allocated for Education. This looks a big sum but this is a miserable allocation because this is only 1.7% of the GNP. Please consider, sir, that Bangladesh, last year, allocated 76 billion rupees for their education which is 12 times more than our existing allocation. Sir, in this 20th century 50% of our population is illiterate and you will be surprised to know that in the western countries, in

Europe and in America even the blinds can read books, even the blinds can read newspapers and in our country people with good health, with two good eyes cannot even read one single alphabet of their own mother tongue. I would suggest, sir, that this budget should be increased substantially.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی اب آپ ذرا wrap up شروع کر دیں please.

Senator Dr. Muhammad Said: And sir, the *Iqra* surcharge which was collected during Dr. Mehboob-ul-Haq time, should also be diverted to the Education sector. The time is short sir, and I am going to give you the last point. Sir, the budget has failed to address to the common realities on the ground.

Firstly, sir, there is a big gap between the rich and the poor and this was to be narrowed down. It is extreme sir, that all incentives have been given to the rich. The rich will become richer and richer and there is absolutely nothing for the poor and for the down trodden.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

Senator Dr. Muhammad Said: Just one minute. Secondly, sir, there is a wide disparity between the different provinces of our country in terms of development and in terms of resources and the budget has done absolutely nothing to redress the situation. In fact this budget is going to further widen the gulf between the rich and the poor. It is further going to enlarge the gulf between the various provinces. You have listened to Sanaullah Baloch and I warn you sir, that this is volatile situation. It is

causing a lot of frustration. It is leading to a provincial.......

Mr. Acting Chairman: Thank you, sir. Dr. Said sahib, now you are repeating yourself.

Senator Dr. Muhammad Said: Sir, just one minute more. I would request that what we need is a new political and economic order, based on Islamic polity and Islamic polity which would be free from exploitation, which will sir, replace the interest based economy by profit based economy. In which, sir, human needs like.........

Mr. Acting Chairman: Thank you very much Dr. Said sahib. Now, Agha Pari Gul Begum.

اس کے بعد خالد جان کی باری ہے and after that اپنے وقار صاحب۔ Please sit down.
آپ نہیں بول رہی ہیں۔ کلثوم صاحبہ آپ بولیں۔ Please make it very short.

سینیٹر کلثوم پروین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔میں سب سے پہلے تو وزیر خزانہ جناب شوکت عزیز صاحب ، صدر پاکستان ، وزیر اعظم جمالی صاحب کو اتنا متوازن بجٹ پیش کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میرے خیال سے یہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے زیادہ بہترین اور متوازن بجٹ ہے کہ آج ہم قرضہ اتارنے کی بات کر رہے ہیں ۔ ورنہ اس سے پہلے جتنے بھی بجٹ آئے ہیں ہم نے ، پاکستان نے قرضہ لینے کی بات کی ہے ۔

یہ بجٹ نو کھرب دو ارب اور ستر کروڑ روپے کا پیش کیا گیا ہے اور آئندہ مالی سال میں وسائل کا تخمینہ آٹھ کھرب بیالیس ارب اور انتیس کروڑ روپے کا ہے ۔ اس سے سب سے پہلے زرعی شعبے میں دی جانے والی سہولتوں سے 65% دیہی آبادی کو فائدہ پہنچے گا ۔ اس بجٹ میں کسی ایک شعبے کو focus نہیں کیا گیا بلکہ تمام شعبہ ہائے زندگی کو اہمیت دی گئی ہے ۔ زرعی شعبے کا relief خاص کر دیہاتوں کو ملا ہے اور اس میں جو 25% کا write off دیا گیا ہے ، اس سے غریب کاشتکار جو کہ پہلے قرضہ دینے کی وجہ سے چھپتے پھرتے تھے اب وہ اپنا قرضہ اتارنے

کی پوزیشن میں ہوں گے ۔ مگر میں اس کے ساتھ یہ بھی کہوں گی کہ جیسے ڈاکٹر سانکزئی صاحب نے اپنے علاقے کا نقشہ یہاں پر کھینچا ہے ، وہ سو فیصد نہیں بلکہ ایک سو ایک فیصد درست ہے ۔

جناب چیئرمین ! کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں پینے کا پانی ناپید ہے اور وہاں پینے کا ایک ڈرم دس روپے کا اور ایک تالاب کے پانی کا ڈرم بیس روپے کا ملتا ہے ۔ لہذا کچھی کینال کو وہاں پختہ کیا جائے تاکہ پانی ضائع نہ ہو اور اسے بختیار آباد تک پہنچایا جائے ۔ اسی طرح ژوب ، قلعہ سیف اللہ ، قلعہ عبداللہ ، نوشکی میں چھوٹے چھوٹے چیک ڈیم بنائے جائیں ۔ اس بجٹ میں کالاباغ کا تذکرہ نہیں ملتا حالانکہ اسے اس میں ضرور شامل ہونا چاہیے۔

تعلیم کے شعبے میں ایک سو چونتیس فیصد اضافے کی نوید سنائی گئی ہے ۔ یہ بہت اچھی نوید ہےمگر میں سمجھتی ہوں کہ بہت کم ہے کیونکہ ماضی میں جتنے بھی ادوار گزرے ہیں ، جتنی بھی ہماری حکومتیں گزری ہیں ، حتیٰ کہ بھاری مینڈیٹ والوں نے بھی تعلیم کے شعبے کو یکسر نظرانداز کئے رکھا تھا۔ اس میں کم ازکم تعلیم کی شرح کو چار فیصد سے آٹھ یا دس فیصد تک ہمیں لانا چاہیے ورنہ ہمارا پڑھا لکھا پاکستان کا خواب پورا نہیں ہوگا ۔ الحمد للہ بلوچستان میں آئی ٹی یونیورسٹی ، وومن یونیورسٹی کا قیام عمل میں آ چکا ہے ۔ مگر میں ساتھ ہی یہ بھی کہوں گی کہ ایک میڈیکل وومن یونیورسٹی وہاں پر ضرور ہونی چاہیے کیونکہ ابھی تک بلوچستان میں co-education کا concept نہیں ہے ۔ اسی طرح وومن پولی ٹیکنیکل کالج اگرچہ اس میں ایک اچھا اضافہ ہے مگر اس سے بھی ابھی تک خاطرخواہ فائدہ اٹھایا نہیں جا رہا ۔ لہذا اس میں محدود نشستوں میں نہیں بلکہ لامحدود نشستوں پر بچیوں کو داخلہ دینا چاہیے ۔

حکومت نے ہسپتالوں ، تعلیمی اداروں کیلئے پلانٹ اورمشینری پر ٹیکس ختم کیا ہے جو بہت اچھی suggestion ہے مگر کمپیوٹر پر جو ٹیکس یا ڈیوٹی لگائی گئی ہے اس سے طالبعلموں کو اور آئی ٹی کے شعبے میں سخت مشکلات کا سامنا ہوگا ۔ اس طرح انفارمیشن ٹیکنالوجی کے فروغ کے لئے حکومتی کوششیں کوئی زیادہ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوں گی ۔

دفاعی بجٹ میں صرف سات فیصد اضافہ بہت کم ہے۔ اس سے پہلے جتنی بھی حکومتیں رہی ہیں ، انہیں اگر دیکھیں تو ۹۲، تک اضافہ بہت زیادہ تھا ۔ اس وقت جبکہ وطن عزیز مشرق ، مغرب ، ہرطرف سے خطرات میں گھرا ہوا ہے ، کبھی افغانستان ، کبھی عراق ، کبھی کشمیر اور کبھی

انڈیا ، انڈیا نے میں سمجھتی ہوں کہ آج تک پاکستان کو کبھی سکھ کا سانس نہیں لینے دیا تو اس لئے یہ بجٹ سات فیصد سے زیادہ ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین ! اب آخر میں بلوچستان کے حوالے سے کچھ تجاویز ہیں جو پیش کرنا چاہتی ہوں ۔ بلوچستان میں زرعی پانی زیر زمین ہے اور پانی کی کمی ہونے کی وجہ سے delay action dam بنائے جائیں۔

بلوچستان میں دنیا کا بہترین کوئلہ ملتا ہے ۔ مگر سلفر زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کا استعمال زیادہ نہیں ہوتا ۔ سٹیل مل اور بڑے بڑے جو پلانٹس ہیں وہ انڈونیشیا، ملائشیاء سے منگواتے ہیں ۔ اگر بلوچستان میں ایسی مشینری باہر سے منگوائی جائے تو وہاں کے لوگوں کو روزگار بھی ملے گا اور پاکستان کو ایک سستا اور اچھا کوئلہ بھی ملے گا۔

سنگ مرمر جو کہ بلوچستان سے نکلتا ہے پاکستان کے علاوہ دنیا بھر میں استعمال ہوتا ہے ۔ اس کی cutting machinery اگر باہر سے منگوا کر بلوچستان میں لگائی جائے تو لوگوں کو سہولت ، روزگار اور کم پیسے اور نرخ پر دستیاب ہو سکے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ ، شکریہ۔

سینیٹر کلثوم پروین : آخری بات ۔ جناب چیئرمین ! گوادر جیسے پراجیکٹ سے بلوچستان کے لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا ۔ اس کے لئے جو training institutes ہیں انہیں وہیں گوادر میں بنایا جائے تاکہ طالبعلم وہیں پر training حاصل کریں اور انہیں زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو ۔

کوئٹہ میں ابھی تک آمد و رفت کا بڑا مسئلہ ہے اور وہاں کے لئے ایک ہی فلائٹ چلتی ہے جو بدھ والے دن نہیں آتی۔ کوئٹہ کے لئے daily دو flights چلائی جائیں تاکہ آمد و رفت کا مسئلہ آسان ہو سکے ۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ ۔ یہ ایف سکس ٹو میں ایک مسجد ہے جس میں نماز جمعہ ایک چالیس پر ادا کی جاتی ہے اور یہاں سے صرف تین کلو میٹر کا فاصلہ ہے ۔ Just for information. صاحبزادہ خالد جان ۔

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب، آپ نے مجھے بجٹ پر کچھ کہنے کا موقع فراہم کیا۔ معزز اراکین نے مکمل دلائل کے ساتھ بجٹ پر بحث کی۔ جناب وزیر خزانہ شوکت عزیز نے بہت اچھے طریقے سے بجٹ پیش کیا ہے مگر مجھے افسوس ہے بجٹ سے پہلے این ایف سی ایوارڈ پر فیصلہ نہ ہوا۔ یہ آئین اور سپریم کورٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی ہے۔

جناب والا! بجٹ میں زراعت کے لیے جن مراعات کا اعلان کیا گیا ہے وہ صفر کے برابر ہے۔ سود کی شرح 14% سے کم کرکے 9% کر دی گئی ہے جس کا کاشتکاروں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے کیونکہ کاشتکاروں کے نام پر جو بھی قرضہ دیا جا رہا ہے خواہ وہ فصلی ہو یا ٹریکٹر یا پک اپ کی صورت میں، ان قرضہ جات میں حکومت اور بنک کے اہلکار رشوت کے نام خود نصف لے رہے ہیں اور نصف کاشتکاروں کو دے رہے ہیں۔ جناب والا! معزز اراکین سب طریقہ کار سے واقف ہیں۔ میں بھی ایک چھوٹا سا کاشتکار ہوں اور تقریباً بارہ سال تک کاشت کاروں کی صوبائی اور مرکزی تنظیم کا صدر اور نائب صدر رہ چکا ہوں۔اسی وجہ سے لاکھوں کاشتکاروں سے واسطہ پڑا ہے۔

جناب والا! کاشت کار کا فصل پر جو خرچ آتا ہے وہی فصل اپنا خرچ پورا نہیں کرتی، الٹا کاشتکار کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ جناب والا! 1980ء سے 1986ء تک کاشتکاروں کو بلا سود زرعی قرضے دیئے جاتے تھے۔ بر وقت قرضہ واپس کرتے وقت کاشتکاروں کو 14% subsidy بھی دی جاتی تھی۔ میں معزز ایوان کی وساطت سے حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہی پرانا طریقہ کار بحال کیا جائے۔ ٹریکٹر، پک اپ اور ٹیوب ویل پر تین فیصد رعایت دی جائے اور رشوت سے ان قرضہ جات کو پاک کیا جائے۔ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں ہو سکتا ہے پھر کاشت کاروں کو قرضہ کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب والا! آپ سب کو معلوم ہے کہ ہر حکومت نے لاکھوں ٹریکٹر کاشت کاروں کے نام پر دیئے ہیں اور وہی ٹریکٹر حکومت اور بنک کے اہلکاروں اور ڈیلر کے گٹھ جوڑ سے واپس ان کو فروخت کرتے ہیں۔ آج کل ایک بھی ٹریکٹر کاشت کار کے پاس نہیں ہے۔

جناب والا! Water Management Scheme کو دوبارہ شروع کرنے کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں مگر کاشت کاروں پر اپنی مشقت کے علاوہ اور بوجھ نہ ڈالیں اور ٹھیکہ داری نظام کے بجائے کام کاشتکاروں کے حوالے کیا جائے۔ جناب والا! انسان کے لئے پانی، صحت اور تعلیم پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ان کے لیے موجودہ بجٹ میں جو کچھ رکھا گیا ہے وہ ناکافی ہے کیونکہ صوبہ سرحد میں پانی کی سطح نیچے گر رہی ہے۔ ہماری مالا کنڈ ایجنسی میں جو پانی سو دو سو فٹ گہرائی سے پینے کے لئے نکالتے تھے اب وہ چار سو اور پانچ سو فٹ نیچے چلا گیا ہے اور دو چار انچ پائپ کا ٹیوب ویل اب ایک انچ یا دو انچ پانی بھی نہیں نکالتا۔ آج کل مالاکنڈ میں 40 -25 فیصد عوام کو پانی کا مسئلہ درپیش ہے۔ جناب والا! دس بارہ یونین کونسلوں میں پانی فراہم کرنے کی فوری ضرورت ہے۔ لہٰذا مرکزی حکومت فوری طور پر اس کا بندوبست کرے۔

جناب والا! ہمارے ضلع میں تعلیم کا حال یہ ہے کہ سکولوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ہر کلاس میں اسی اور سو تک طلبا ہیں۔ ایک ہائی سکول میں 650 طلبا کے لئے صرف بارہ اساتذہ ہیں۔ یہ اساتذہ کس طرح پڑھائیں گے۔ مرکزی حکومت تعلیم کے لئے مالاکنڈ کو خصوصی فنڈ دے۔ جناب والا! مالا کنڈ ایجنسی میں فوجی چھاؤنی ہے جس میں دو تین سو گھرانے آباد ہیں جو صدیوں سے وہاں ہیں۔ آرمی والوں کا دعویٰ ہے یہ جگہ ہماری ملکیت ہے اور مقامی لوگ کہتے ہیں یہ ان کی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب ذرا wind up کر دیں .please بس ایک منٹ رہ گیا آپ کا۔

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان: یہ جی مالا کنڈ خاص کا مسئلہ ہے آرمی والوں کے ساتھ، عدالت نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ جگہ عوامی ہے مگر آرمی والے اس کو نہیں مانتے۔ میں صدر پاکستان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان لوگوں پر رحم کرے اور ساتھ ہی ہمارے مالا کنڈ میں جو levy کی force ہے وہ سارا کچھ مرکز سے لیتی ہے۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ ان کو پولیس کی طرح مراعات دی جائیں۔

جناب سوئی گیس مالا کنڈ کے پانچ فیصد عوام کو ملی ہے۔ عوام نے 97-1996 سے

سوئی گیس کیلئے درخواستیں داخل کی ہوئی ہیں مگر ابھی تک ان کو گیس نہیں ملی۔ براہ مہربانی ان کو جلدی گیس کی فراہمی کا بندوبست کیا جائے۔

آپ کو معلوم ہے مالا کنڈ ڈویژن سات اضلاع پر مشتمل ہے۔ ہر قسم کے ٹیکس سے آج تک مستثنٰی ہے لیکن گزشتہ دو مہینوں سے بجلی، گیس اور ٹیلیفون بلوں پر General Sales Tax لگا دیا ہے۔ اس دفعہ ہم بلوں کو جمع نہیں کراتے اور سڑکوں پر نکل آئیں گے۔ مرکزی حکومت صوبائی حکومت سے کہتی ہے کہ ان اضلاع کی دکانوں اور رہائشی مکانوں پر بھی ٹیکس لگایا جائے۔ جناب والا! مالا کنڈ کے عوام مرکزی اور صوبائی حکومت کا یہ فیصلہ ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ میں مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ان ٹیکسوں کو ان علاقوں سے واپس لیا جائے کیونکہ یہ بہت پسماندہ علاقے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : صاجزادہ صاحب ! بہت شکریہ۔ جناب وقار احمد خان

Please make it short. We are very short of time.

Senator Waqar Ahmad Khan. Thank you Mr. Speaker.

جناب قائم مقام چیئرمین : "جناب چیئرمین"۔

Senator . Waqar Ahmad Khan: Thank you Mr. Chairman, for giving me the opportunity. I will not take much of your time and I will try to sum up the budget debate in a manner which is short and brief.

First of all, I would like to thank you and compliment you for your gesture shown today, the unity that you created in the Senate, I hope it carries further and build a healthy and a prosperous atmosphere in the Senate. Mr. Chairman, this budget is a first ever balanced buuget, that has been presented by the Government. The reasons for this balanced budget is the consistency and the continuity of the policies that the Government have been emphasizing on. That is why the economy is

stable and insurgent. This budget is geared towards gathering a greater momentum for the Pakistan's economy and projecting a high growth in all sectors with tremendous initiatives built in. I will categorize this budget in two aspects; the challenges that the budget faces and the objectives that this budget comes out with. The challeges that the budget has, are the following:

How to sustain the growth in the economy? How to create more jobs? How to reduce social gaps? How to do poverty alleviation and reduction in the poverty and how to improve and enhance the infrastucture of the country?

Now the objectives that of the budget with outlining are the same. They are planning and they are targetting the same challenges that a common man faces. Enhancing the investment to enhance the growth in Pakistan, in creating employment opportunities through housing sector and agriculture sector and by creating more jobs to provide relief to common man. They are also working in enhancing and improving social indicators. They have made tremendous allocations in this budget to enhance and improve the infrastructure of the country.

Let me highlight some of the cogent features of this budget because I heard different side of the divide today on some issues that they were pointing out. Let me assure you Mr. Chairman, this budget have tremendous achievements. If you look at the budget, you will notice that per capita income is up by 12%. Per capita income today is 652 dollars which from the last year has increased by 70 dollars. Manufacturing in Pakistan is up by approximately 13.4%. That means there will be more

exports. They will enhance the GDP. Agriculture is up by 2.6%. Construction in the country is up by 7.9%. Today due to the stable policies of the Government, you have 12.5 billion dollars in foreign exchange reserves. Tax collection in the country is up by 12.8 % which is a major contribution to the collection of the budget.

15% salaries increase has been given to the Government employess across the board. G.S.T. to avoid any kind of confusion in the country has been levelled to 15%. So, you do not have any more 15%, 18%, 21%, 24% etc. it is all levelled and the consumers have an easy standard maintained. Coming to the important achievements of this budget as Mr. Chairman, you know the President of Pakistan announced a major agricultural package. You will notice that the interest rate was brought down from 14% to 9% for the farmers, for the small loans that they obtained from Z.T.B.L. That is a major achievement because by reducing the interest rate, you are reducing the payment for the farmers. The other major achievement is that the Act of 1935 that allowed Z.T.B.L. to harras and to arrest the defaulter is no more there and they can live in peace and harmony. That creates harmony, security and sense of belonging in the community. There has been a 16% increase in the water sector which is also commendable. The D.A.P has been reduced by 100 rupees per bag which is also commendable. Tractors and other machineries in the cost has been brought down by reducing the duty to 10% only. The above not only encourages the farmer but also creates stability and also creates harmony and also creates more jobs.

جناب قائم مقام چیئرمین : شوکت صاحب! وقار آپ کی بڑی تعریف کر رہا ہے۔

Senator Waqar Ahmed Khan : Sir, I think he is listening. I have his attention. I would like to propose here that if ZTBL can create a grace period on the first year payment for the farmer. so that until his crop is harvested, he has the time to make the payment. Housing and employment....

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین : نماز 12:40 پر ہوتی ہے ایف 6/2 میں جو یہاں سے تین کلو میٹر ہے۔ آپ کے پاس گاڑی ہے۔ I have to finish this, we will all go there. آپ یہاں پڑھتے ہیں، یہاں پر، ورنہ وہاں پر چلے جائیں۔ نماز ایک جگہ نہیں ہوتی، کئی جگہ پر ہوتی ہے۔ نماز ہر جگہ پڑھی جا سکتی ہے صرف یہاں پر نہیں پڑھی جاتی۔ نماز 12:40 پر میرے گھر کے پاس ہوتی ہے۔ آئیں آپ کو میں کھانا بھی کھلا دوں گا۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی : اگر کوئی یہاں پر پڑھنا چاہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ یہاں پر پڑھ لیں۔ اگر آپ نے پڑھنی ہے تو آپ جائیں پلیز۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی : یہ سارے مسلمان ہیں، سارے پڑھنا چاہیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : یہ سارے کسی اور مسجد میں جائیں گے۔ آپ کا اپنے تک تعلق ہے، آپ کی اپنی نماز ہے، پلیز پڑھیں جا کر۔ آپ کو کسی نے نہیں روکا۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی : نماز کے لئے وقفہ ضروری ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : وقفہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اس کے بعد دوسرا سیشن شروع ہونا ہے۔ اب صرف ایک سپیکر رہ گیا ہے۔ I will finish that and will go.

Senator Waqar Ahmed Khan: Housing and employment is another sector that the government has emphasized. They have reduced

the import duty to 5% on all the building machinery. They have reduced the duty on related goods such as paint and varnish. All banks today are actively lending money for the construction and the acquisition of the houses, which are again a major break through..

Mr. Acting Chairman : You have just one minute.

Senator Waqar Ahmed Khan : O.K. Food support programme have been introduced, Tamir-e-Pakistan programme which is there to provide employment and create an infrastructure in the rural areas has been introduced and a 38% increase in the budget has been introduced. Our that target creates vocational centers to produce the skilled labour, amongst your skilled labour, you can always send it overseas and that skilled labour can generate a lot of revenues for Pakistan. I believe re-enforcements and law enforcement agencies should be allocated some extra budget so they should be strengthened in the law and order situation that is prevailing today. I heard today that lot of money has been going to the defence budget but let me categorically refute such statements. In 1991-92 the defence budget was 6.3% of the GDP, today it stands at 3.2% of the GDP versus last years 3.3% of the GDP. So, there is a reduction in the defence budget.......

Mr. Acting Chairman: Waqar Sahib, thank you very much. Syed Muhammad Hussain Sahib.

سب نے نماز کے لئے جانا ہے وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر سید محمد حسین: نحمده و نصلی علی رسوله الکریم۔

جناب چیئرمین! بجٹ میں بعض نکات اچھے ہیں لیکن مجموعی طور پر بجٹ کے موقع پر investors اور صنعتکار کو کافی دھچکا لگا ہے۔ اصل میں ان بیچاروں نے پوری کوشش کی کہ غریب کو فائدہ ملے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ انہوں نے غریب کو پہچانا نہیں۔ یہ لوگ غریب اس کو کہتے ہیں جس کے پاس 1300cc گاڑی ہو۔ اس سے نیچے جو لوگ ہیں میرے خیال میں یہ لوگ ان کو غریب تو کیا انسان بھی نہیں سمجھتے کیونکہ انسان تو غریب ہوگا یا مالدار ہوگا۔ جس کے پاس 800cc ، 1000cc ، موٹر سائیکل یا سائیکل ہو وہ تو انسانوں میں بھی شمار نہیں ہوتا۔ یہ ان لوگوں نے اپنے دل کی ترجمانی کی ہے۔ کہتے ہیں کہ قحط سالی کا زمانہ تھا۔ لوگ کہہ رہے تھے کہ روٹی نہیں ملتی۔ کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا تو بادشاہ کی بیٹی نے کہا کہ یہ لوگ چاول کیوں نہیں کھاتے؟ اس کو پتا نہیں تھا کہ قحط سالی کیا ہوتی ہے؟ کسی نے کہا کہ قحط سالی میں تو چاول بھی نہیں ہوتے۔ ان کو یہ پتا نہیں ہے کہ غریب کیا چیز ہے؟ غریب وہ ہے جس کے پاس دو وقت کی روٹی نہ ہو، علاج کے لئے پیسے نہ ہوں۔ وہ زکام اور بخار کے علاج کے لئے بھی دوائی خرید نہیں سکتا۔

T.V کی جو فیس ہے وہ بھی بجلی کے بل کے ساتھ انہوں نے منسلک کر دی۔ میرے خیال میں یہ غریب کو چکر میں ڈالنے کے لئے کہ غریب چکر مارتا رہے اور بار بار قسمیں اٹھاتا رہے، جب بینک میں جائے گا تو قرآن بھی اپنے ساتھ بغل میں رکھے گا کہ خدا کی قسم میرے پاس T.V نہیں ہے۔ رسول کی قسم میرے پاس T.V نہیں ہے۔ ایک مرتبہ شاید اس کی بات مان لی جائے۔ دوبارہ کہیں گے کہ نہیں تمہارے پاس T.V ہے ہم تیرے گھر کی تلاشی لیں گے۔ ہم تیرے چارپائی کے نیچے بھی T.V تلاش کریں گے۔ ہم تیرے گھر کی الماریوں کی بھی تلاشی لیں گے۔ چلو ۲۵ روپے دے دو ورنہ اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔ غریب کو تڑپانے کے لئے، غریب کو چکر دینے کے لئے بجلی بل کے ساتھ T.V کا بل بھی منسلک کر دیا گیا۔ اس کو واپس لیا جائے۔

بجٹ میں فاٹا کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ میرے خیال میں کم از کم ۵ ارب روپے فاٹا کے لئے مختص کر دینے چاہیے۔ ایک طرف قبائل پر 40 FCR کی صورت میں فرعونیت کے کالے قانون مسلط کئے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف بجٹ کے مہینے میں بجٹ کی بجائے، ڈالروں اور مراعات کی بجائے میزائل برسائے جا رہے ہیں۔ توپیں گولے برسا رہی ہیں۔ اوپر سے

بمباری کی جا رہی ہے۔ بجٹ کا مہینہ ہے تحفے میں یہ لوگ ہمیں میزائل دیتے ہیں۔ صوبائی انتخابات وہاں نہیں ہونے دیتے۔ کہتے ہیں کہ آپ لوگ پاکستانی نہیں ہیں۔ نیم پاکستانی ہیں۔ صوبے والے بھی ہمیں حقوق نہیں دیتے۔ بلدیاتی انتخابات اور بلدیاتی فنڈز سے بھی ہمیں محروم رکھا گیا ہے۔ ظلم کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ جب ہم ایک بوری آٹا فاٹا میں لے جاتے ہیں تو فی بوری آٹے پر ۸۰ سے ۲۰۰ روپے تک ٹیکس لگاتے ہیں کہ تم لوگ بجلی استعمال کرتے ہو۔ حالانکہ بجلی پورے فاٹا میں نہیں ہے۔ بجلی فاٹا میں ۵ فیصد بھی نہیں ہے۔ تو ۸۰ سے ۲۰۰ روپے فی بوری ٹیکس لیتے ہیں۔ یہ بالکل ظلم ہے۔

بجٹ میں ہم دفاعی اخراجات تو مانتے ہیں۔ اس کے لئے تیار ہیں لیکن جو اخراجات ہمارے خون سے لئے جا رہے ہیں اور پھر ہمارے اوپر استعمال ہو رہے ہوں ہم اس کو مسترد کرتے ہیں۔ امریکہ میں قبائلیوں کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ دیکھو ہمارے قبائل میں، ہمارے فاٹا میں دہشت گرد ہیں۔ اس میں طالبان ہیں۔ ہمیں پیسے چاہییں، اس میں القاعدہ ہے ہمیں پیسے چاہییں۔ پیسے لے کر پھر اپنی پتلون میں ڈالتے ہیں۔ وہ پیسے قبائلیوں پر خرچ نہیں کئے جا رہے ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے آپ امریکہ سے یا دوسرے ممالک سے امداد مانگیں لیکن کم ازکم ہمیں تو بدنام نہ کریں۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، دوسرا سو رہا تھا اور خراٹے لے رہا تھا۔ نماز پڑھنے والے نے کہا کہ دیکھو خدایا! میں تو نماز پڑھ رہا ہوں اور یہ خراٹے لے رہا ہے۔ تو اس نے کہا خدا کے لئے تم اپنی نماز پڑھو میری شکایت تو نہ کرو۔ ٹھیک ہے آپ لوگ ان سے امداد لے لیں لیکن اس کے بدلے ہمیں تو بدنام نہ کریں۔ وہاں کوئی القاعدہ وغیرہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب آپ ذرا wind up شروع کریں، اپنی suggestions دیں، اگر کوئی recommendations ہیں، وہ دیں۔

سینیٹر سید محمد حسین: ان کو اس کی فکر نہیں ہے کہ عزت ہو یا بدنامی ہو لیکن اسے تو ضرورت ہے پیسوں کی۔

تمہیں تو سرخی چاہیے ہاتھوں کی سجاوٹ کے لئے
مہندی ہو یا خون جگر مرا

اگر ہم کہیں کہ FATA میں کارخانے لگائیں تو کہتے ہیں کہ material پر بہت زیاد خرچہ آتا ہے، ہم FATA میں کارخانے لگانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر ہم کہیں کہ فون کی سہولتنہیں ہے، کہتے ہیں کہ وہاں کے لوگ غریب ہیں، ہمیں income کی توقع بہت کم ہے، اس لئے ہم فون لگانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ان قبائلیوں کو اٹھاؤ اور کسی کارخانے میں ڈال کر، صابن بنو الو ، اگر آپ ان کو رکھ نہیں سکتے۔ آخر میں FATA کی طرف سے ایک شعر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شیر یا شعر۔

سینیٹر سید محمد حسین: دونوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا۔

سینیٹر سید محمد حسین: کیونکہ FATA والے شیر ہیں اور شعر بھی پڑھتے ہیں۔

ہمارا خون بھی شامل ہے اس تزئین گلستان میں
ہمیں بھی یاد کر لینا بجٹ میں جب بہار آئے

جناب قائم مقام چیئرمین: بہت شکریہ محمد حسین صاحب۔ روشن بھروچہ صاحبہ آپ کا نماز کا problem ویسے بھی نہیں ہے. please, go ahead.

Senator Roshan Khurshid Bharocha: Thank you Mr. Chairman! forgiving me the floor. First of all, I would like to congratulate the Federal Minister Shaukat Aziz for this wonderful Budget which brought a smile on the face of people of Pakistan. I will just take very short time by telling that this budget was excellent, marvellous, great achievement, GDP is 6.4, the target was 5.3, large scale manufacturing 17% again a great achievement. I think, from side of Balochistan people, I would again like to congratulate him, the Prime Minister, the President for

over two lacs that we have only to pay 25% on loan, people were very worried and we are grateful to him once again.

Talking of senior citizens again 10 to 20 lacs. Pensioners, Education, Health, Agriculture, Vocational Training and the Cottage Industry, self employment, I think, it is an excellent Budget. I would not take much of the time, thank you very much, Federal Minister, we are very grateful to you, the Prime Minister and the President for this bright Budget which brought smile to the people of Pakistan. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

پری گل صاحبہ the star of this Session, the last speaker.

سینیٹر پری گل آغا : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں اپنی طرف سے اپنے بلوچستان کے عوام کی طرف سے صدر جنرل مشرف صاحب' وزیر اعظم پاکستان جمالی صاحب اور خاص طور پر ایک مزدور ، محنت کش ، اچھا Minister, Finance Minister ایک labourer جنہوں نے غریب عوام پر ترس کھا کر اتنا خوبصورت بجٹ بنایا ۔ جناب والا! مخالفت اپنی جگہ ، ٹھیک ہے' اگر میں تھوڑا بہت غلط ہوں' آپ یقین کریں' میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر بالکل سامنے کہوں گی مجھے کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے' اگر اچھا کام ہو تو مجھے اچھا کہنا چاہیے۔ جس طریقے سے پاکستان کا یہ بجٹ شوکت عزیز صاحب نے بنایا' میرا خیال ہے' تاریخ میں ایسا بجٹ پہلی دفعہ بنا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے یہ جو خوبصورت کہا ہے' یہ بجٹ کو کہا یا شوکت عزیز کو کو کہا ہے۔

سینیٹر پری گل آغا: بجٹ کو۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا بجٹ کو۔

سینیٹر پری گل آغا: دونوں کو' وہ بھی میرا بھائی ہے' خوبصورت بھائی ہے' اس

میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! جس طرح میرے بھائیوں نے--- کاش! کہ وہ اس وقت یہاں پر موجود ہوتے، میں ان کو پیار سے بتاتی کہ آپ نے بھی اس طرح اسمبلی اور بجٹ دیکھے ہیں اور یہ اسمبلی اور یہ بجٹ دو تین میں نے بھی دیکھے ہیں۔ آپ یقین کریں جس طریقے سے بجٹ بنایا جاتا تھا، یہی لوگ تھے ان لوگوں نے جتنا ظلم پاکستانی عوام کے ساتھ کیا، انہی کی وجہ سے مہنگائی اتنی زیادہ ہوئی، petrol انہوں نے مہنگا کیا، لوگوں کے ہاتھ سے نوالہ تک انہوں نے چھین لیا۔ آج یہ کیوں برداشت نہیں کرتے، ان کو پتا ہے کہ یہ ایک تاریخی بجٹ ہے، انہیں یہ بھی پتا ہے کہ اگر ہمیں ذرا بھی favour کریں گے تو پاکستان کے عوام جو کہ ان کی طرف ہوں گے، پاکستان کے عوام تھوڑے بہت تو ان کی طرف ہوں گے، ظاہر ہے مخالفت ہوتی ہے، تو یہ credit نہیں دینا چاہتے، دل میں تو یہ بہت خوش ہیں کہ یہ ایسا بجٹ ہے کہ شاید اس سے پہلے ایسا بجٹ نہ آیا ہو۔ آپ دیکھیں چیئرمین صاحب! بے نظیر کا دور تھا، میرا خیال ہے کہ خدا کی قسم اتنا غلط دور تھا کہ لوگ ایک روٹی کے لئے ترستے تھے۔ نواز شریف کا دور تھا، ملک سنوارو قرض اتارو، ٹیکسیاں بناؤ، یہ سب کچھ تھا، وہ عوامی بجٹ تو تھا ہی نہیں۔اب ایک غریب آدمی گلی میں رہتا ہے تو اسے ٹیکسی خریدنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے پاس اتنے پیسے ہیں کہ وہ ٹیکسی خریدے اور ادھار اتارے۔ یہ ٹیکسی اسکیم ان بڑے لوگوں اور ایجنٹوں کے لئے بنائی، انہیں خوش کرنے کے لئے بنائی۔ یہ کہتے ہیں کہ فوجی، یہ کہتے ہیں کہ جنرل۔ آپ یقین کریں یہ فوجی اور جنرل ملک اور قوم کے لئے کام کر رہے ہیں مگر آج تک وہ کام نہیں کیا کہ ساری رات محفلیں، کھانے اور گانے بجانے، یہ تو اس دور میں ہوتا رہا۔ آپ یقین کریں Prime Minister House کا اتنا زیادہ بجٹ تھا، اب تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اب دیکھیں سب کچھ آپ کے سامنے ہے، ایک ہفتے سے ہمارا اجلاس چل رہا ہے، آج تک ہمیں صدر صاحب نے روٹی پر نہیں بلایا، صحیح بات ہے فوجی کسی کو کھانا نہیں کھلاتے اور نہ جمالی صاحب نے ہمیں کبھی کھانا کھلایا۔ آپ یقین کریں وہاں تو مرغ اور پلاؤ چلتے تھے۔ میں خود منسٹر تھی، صبح دوپہر شام کھانا ہوتا تھا، اس میں یہ لوگ ہوتے تھے اور عوام باہر اور بڑے بڑے سردار اندر مرغی کھا رہے ہوتے تھے۔ فوجی تو یہ نہیں کرتے، ہاں فوجی ایک کام ضرور کرتے ہیں کہ وہ ملک اور قوم کے لئے اسلحہ خریدتے ہیں، ملک اور قوم کو بچانے کے لئے بہت ساری ایسی چیزیں خریدتے ہیں۔ انہیں پھر بھی تکلیف ہے کہ

defence پر اتنا زیادہ خرچہ کیوں ہو رہا ہے۔ ارے بابا پاکستان ہے تو آپ ہیں' defence ہے تو آپ ہیں۔ اگر خدا نخواستہ ' خدا نخواستہ پاکستان کو کچھ ہو جائے تو آپ کہاں ہوں گے اور ہم کہاں ہوں گے؟

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ یہ اکثر یہاں پر پاکستان کے خلاف باتیں کرتے ہیں کہ ایک بندے نے کہا کہ میں کیوں کہوں پاکستان۔ میں کہوں گی سب سے پہلے پاکستان' آپ کہو یا نہ کہو' پوری عوام کہتی ہے پاکستان۔ جناب! پاکستان ہماری جان ہے' پاکستان نہیں ہے تو ہم کہاں ہوں گے۔ پاکستان نہیں ہے تو پھر ہمارا وہی حشر ہو گا جو مہاجروں کا حشر ہے' جو گلیوں اور ٹینٹوں میں رہتے ہیں۔ ہمیں تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ہم اتنے خوبصورت ملک میں ہیں اور اتنے اچھے لوگوں کی پناہ میں ہیں' ورنہ کیا ہوتا تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ جی اس دور میں دہشت گردی ہے۔ارے کیا دہشت گردی ہے' ٹھیک ہے وہ بھی ہمارے بھائی ہیں' اگر کوئی قتل ہو جاتا ہے تو نقصان ہمارا ہی ہوتا ہے' ہمیں بھی دکھ ہے' ان کے ساتھ ہمارے بھی تعلقات ہوتے ہیں' وہ ہمارے ہی لوگ ہیں۔ میں نے جیسے کل کہا تھا کہ اگر ایک انگلی بھی ٹوٹ جائے تو اپنے آپ کو ہی تکلیف ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب آپ ذرا wind up کریں کیونکہ ہمیں وہ ڈیڑھ بجے والی نماز miss نہیں کرنی ہے۔

سینیٹر پری گل آغا: جناب جس نے نماز پڑھنی ہے وہ اللہ کو یہاں پر بھی سجدہ کر کے یاد کرسکتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: خیر! اب آپ اپنی تقریر ذرا جلدی ختم کر دیں۔

سینیٹر پری گل آغا: آپ نے میری تقریر ہی خراب کر دی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں' اب دوبارہ شروع کر دیں۔ ٹائم کم ہے۔ دیکھیئے آپ کا وقت ختم ہو رہا ہے۔

سینیٹر پری گل آغا: جناب چیئرمین! دراصل سچ بولنا ذرا problem ہو جاتا ہے۔ میں سن سن کر تھک گئی ہوں۔ اگر کوئی اچھا کام ہو تو اسے اچھا کہنا چاہیے۔ دیکھیں! اگر بجٹ

میں ایک چیز غلط ہے، جیسے میرے بھائی نے T.V. license کے بارے میں کہا، میں بھی کہوں گی کہ اسے نکالا جائے۔ کیونکہ ہمارے اکثر علاقے ایسے ہیں جہاں پر ٹی وی نہیں ہے مگر جو غلط ہے میں وہ ضرور کہوں گی کہ غلط ہے ۔ آپ کا کیا خیال ہے میں ڈروں گی ، نہیں ، نہیں ڈروں گی۔ سب سے پہلے میں آپ کو ایک اور بات بتانا چاہتی ہوں کہ خدا کے لئے، آئندہ اگر اس ایوان میں پاکستان کے بارے میں کوئی غلط لفظ استعمال کرے توآپ اس کوایوان سے باہر نکالیں چاہے وہ میں ہوں، اگرمیں اپنی ماں پاکستان کے بارے میں یا اس کے خلاف بات کروں تو آپ کو اجازت ہے کہ آپ مجھے بھی باہر نکال دیں کیونکہ پاکستان کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ کوئی ہمارے سامنے ہماری ماں کے بارے میں کوئی غلط بات کرے ۔

جناب والا! صدر پرویز مشرف نے ہم خواتین پر اتنا بڑا احسان کیا ہے۔ آج اس بندے کی وجہ سے ہم یہاں بیٹھی ہیں۔ چھ حکومتیں آئیں، چھ واپس چلی گئیں مگر عورتوں کو انہوں نے ایسا لپیٹ کر باہر پھینکا جیسے ہم ملک میں رہتے ہی نہیں ۔ اس ملک پاکستان میں عورتیں ہیں ہی نہیں۔ ایک بندہ جس کا نام پرویز مشرف ہے انہوں نے اس وقت خواتین کو اتنی زیادہ عزت دی ہے تو ہم کیسے یہاں پر اس کی برائی سننے کو تیار ہوں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم اپنے صدر کے بارے میں ایک لفظ بھی برداشت کریں، ہم ایک لفظ بھی برداشت نہیں کریں گے ۔ وہ پاکستان کی عزت ہے۔

اب میں شوکت عزیز صاحب کی محنت کی بات کروں گی جو انہوں نے ہمارے عوام کے لئے کی ہے ۔ انہوں نے تین بجٹ بنائے ہیں ۔ آپ پاکستان کی تاریخ کے تین بجٹ اور پرانے بجٹوں کا موازنہ کرکے دیکھیں کہ ان میں کتنا فرق ہے ۔ یہ بہت اچھا بجٹ ہے۔ میں ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

اب میں اپنی کچھ تجاویز پیش کرنا چاہتی ہوں۔ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ اگر آپ میری تجاویز بجٹ میں شامل کریں گے تو میں بولوں گی اگر نہیں کریں گے تو میں نہیں بولوں گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ تو ہم منسٹر صاحب سے کہیں گے۔

سینیٹر پری گل آغا: نمبرایک، جس طرح حج پر پابندی لگائی گئی ہے کہ اگر کسی نے تین بار حج کیا ہو تو اس کو حج کی اجازت نہیں دی جائے گی 'نہ' یہ اجازت نہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ بچوں پر جو حج کرنے کی پابندی لگائی ہے کہ وہ نہ جائیں، یہ اچھی بات نہیں ہے۔ میں اس کے خلاف ہوں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے گھر جائیں اس پر بھی آپ پابندی لگا رہے ہیں، یہ پابندی فوراً ختم کی جائے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ حج کے کرایوں میں جو اضافہ کیا گیا ہے اس کو ختم کیا جائے اور ہمارے سینیٹرز اورممبران قومی اسمبلی کے لئے جس طرح پرانے حج کے کوٹے ہوتے تھے، وہ اپنے حلقے کے بیس بیس لوگوں کو بھیجا کرتے تھے ، اب میں پرویز مشرف صاحب اور جمالی صاحب سے درخواست کروں گی کہ کوٹہ دوبارہ بحال کیا جائے۔ تیسری بات یہ ہے کہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے پیسہ بہت کم رکھا گیا ہے اور ہم سے زیادہ مدرسوں کے پیسے رکھے گئے ہیں ، اس رقم کو زیادہ کیا جائے ۔ چوتھی بات ، جس طرح کالونیاں بنائی جاتی ہیں کیونکہ پریس بھی ہمارا حصہ ہے ، ہماری اسمبلیوں کی خدمت پریس والے بہت کرتے ہیں خواہ وہ قومی اسمبلی ہو، صوبائی اسمبلی ہو ، سینیٹ ہو ، ہماری نیک نامی کرتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی ایسا کوٹہ رکھا جائے تاکہ ان کے لئے کالونی بنائی جائے۔ اسی طرح پولیس والے اور ہمارے سیکریٹریٹ کے ملازمین، سینیٹ کا ہو یا قومی اسمبلی کا ہو، ان کے لئے اس طرح کالونیاں بنائی جائیں۔ اب یہ بیچارے سارے گلیوں میں در بدر ہیں ۔ان کے لئے اچھی اچھی خوبصورت کالونیاں بنائی جائیں۔ ان سے بے شک مہینے کے تھوڑے تھوڑے پیسے لیا کریں تاکہ وہ باعزت اپنے گھروں میں رہیں ۔ آپ باہرملکوں میں جا کر دیکھیں۔ اتنی خدمت کرنے والوں کے لئے کچھ بھی نہیں -----

سینیٹر محمد امین دادابھائی: جناب چیئرمین! آپ نے کہا کہ یہ last speaker ہے۔ but my name is there on the list.

Mr. Acting Chairman: Well, I will see, if she finishes in the next 30 second. Let her finish.

سینیٹر پری گل آغا: جناب چیئرمین! ہماری خواتین Airport سے Federal

Lodges تک اور lodges سے اسمبلی تک آتے ہوئے یقین کریں سینٹ ان کو گاڑیاں نہیں دیتا۔ یہ بیچاریاں ٹیکسیوں میں بیٹھ کر یہاں پر آتی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب یہ بجٹ کا حصہ تو نہیں ہے۔

سینیٹر پری گل آغا: نہیں بجٹ کا نہیں ہے، آپ تو ہمارا حصہ ہیں۔ آپ سے ہم فریاد نہیں کریں گے تو پھر کس سے کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا فریاد سن لی ہے، اب میرے خیال میں آپ کا ٹائم ہو گیا ہے۔

سینیٹر پری گل آغا: نہیں یہ بجٹ حصہ کیسے نہیں، فنانس پیسہ دے گا تو گاڑیاں خریدیں گے۔ یہ تو جان چھڑانے والی بات ہے کہ بجٹ کا حصہ نہیں ہے۔

آخر میں میں اللہ تعالی سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالی پاکستان کو سلامت رکھے۔ پرویز مشرف کو سلامت رکھے۔ پاکستانی عوام کو سلامت رکھے، جمالی کو سلامت رکھے، شوکت عزیز کو سلامت رکھے اور ہمارا جو لیڈر ہے چوہدری شجاعت صاحب اللہ تعالی اس کو بھی سلامت رکھے اور زندگی دے۔ آمین۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دادا بھائی صاحب آپ کا تو لسٹ میں نام نہیں ہے۔ دیکھیں اب ٹائم ہو گیا ہے اور سب نے نماز پر جانا ہے۔.You have minutes to speak

Senator Muhammad Amin Dadabhoy: Please only give me two minutes because I want to place on record two things.

کہ جب میں اسحاق ڈار صاحب کو سن رہا تھا before we went into Finance Committee تو انہوں نے بہت ساری ایسی باتیں بجٹ کے متعلق کہی تھیں جس کی میں clarification on recrod لانا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو انہوں نے بات کی تھی کہ یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں ایک عام آدمی کے لئے یا انڈسٹری کے لئے کوئی incentives نہیں دیئے گئے ہیں۔ I would like to put on record sir that it is for the first time کہ آخری 8 سال کے اندر country has achieved a growth rate of 6.4 % against the target of 5.3%

دوسرا جناب! اپنے sectors میں جو growth ہم دیکھتے ہیں تو سب سے زیادہ جو growth اپنے

we have seen the growth which is اندر کے large scale manufacturing sector

17.1% اب جناب! یہ other sectors میں جاتے ہیں تو service sector ہے against the

target of 55 . 2% has been achieved similarly in construction sector if we see 8% against the target of 5%. Similarly if we see our exports which have increased by 13% against the target of 8%

تو جناب! یہ وہ سب percentages ہیں جن سے indicate ہوتا ہے کہ yes, economy is

اور growing, people have confidence and they are investing in this country

سب سے بڑی بات یہ کہ ہر دفعہ ایک بات ہے کہ اس ملک میں investment نہیں آ رہی۔

بھی Investments

we can see through that that overall investment in the country has increased from 16.7 % of GDP to 18.1% of GDP that proves that overall economy has improved and the investments are coming and expecting that closing after 30th June one, billion dollars marked investment will be there. In the current budget sir lot of things have been told by the Opposition like there has been no relief

سب سے بڑی بات ہے کہ relief دیا جاتا ہے common man اور industries کو تو industry

کو relief ہو گا تو economic growth ہو گی۔ Industries کی growth ہو گی تو

employment ہو گی when we talk of that rleief تو جناب! اس کے salient features

budget کے we talk of sales tax 2004-5 تو

relief measures taken in sale tax are, there are many but I would like to place a few that there were percentages of sales tax which have been abolished and 15% slab rate has been imposed on all the industries. Simplified tax relief for registered retailors reducing carry forward period to

six months. Zero rating on imports and supply of plant, machinery, equipment and gin cotton to registered persons and many more. Similarly, when we talk of simplification of measures which was the old demand of the industrialists of this country and in that also to facilitate the business community, a lot of simplification measures have been taken, out of them, few I would like to name;

New simplified refund rules. Substitution of Section 73 and allowing import on accruel basis. Simplify provisions relating to registration / deregistration powers. Reduction in penalties. New sales tax registration and return forms; and Many others.

I would not like to go into detail regarding technical measure since time is less.

Mr. Acting Chairman: Your two minutes are gone.

Senator Muhammad Amin Dadabhoy: Sir, 30 seconds more. why I am putting all this on record because all was quoted by Mr. Ishaq Dar and Opposition people that nothing has been given to the common man. So, that is why I am just putting it on record.

Mr. Acting Chairman: Just finish it up.

Senator Muhammad Amin Dadabhoy: Sir, if we talk of relief measures in income tax, income limit for reduced rate application to senior citizens is now proposed to be raised to Rs.3 lacs from Rs.2 lacs. Similarly, withholding tax of 10% on income from Bahbood Saving Certificates is proposed to be withdrawn. Sir, it is also proposed to withdraw mandatory

payment of 15% of disputed tax for filing. This was also a major irritant in the income tax. So, in other measures also a lot of relief has been given such as capital value tax which has been imposed first time in Pakistan and lot of discussion has gone into it. Then we talk of customs, so there are different facilitations and concessions given in the customs also. I would like to thank you, sir, for allowing me and giving me chance to speak on this.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. I want to put this on record that during this session at no stage, no Member was ever stopped or told not to go for prayer. They were all free to go. Since there are no more speakers, the House is adjourned to meet at 1800 hours, the 6.00 p.m. today.

[The House was then adjourned to meet again at 6.00 p.m. sameday.]

(وقفہ کے بعد اجلاس دوبارہ زیرصدارت قائم مقام چیئرمین جناب خلیل الرحمٰن شروع ہوا)

Mr. Acting Chairman: I am sorry for the delay. It is because copies are not ready as yet. Some of the copies were not ready. That will be a bit later, yes.

POINTS OF ORDER RE: SECURITY MEASURES IN PARLIAMENT LODGES.

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری: جناب چیئرمین! تنویر خالد صاحبہ کی لاجز سے بہت بڑی چوری ہوگئی ہے۔ یہ بڑے ہی دکھ کی بات ہے کہ پارلیمنٹ لاجز میں بھی ایسے واقعات ہونے شروع ہوگئے ہیں۔ لہذا پارلیمنٹ لاجز میں سیکورٹی کا بندوبست کیا جائے اور اسی دکھ کی بنا پر آج

اجلاس ملتوی کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: تنویر خالد صاحبہ! اجلاس کے بعد آپ میرے چیمبر میں آ جائیں .we will discuss it

سینیٹر تنویر خالد: جناب چیئرمین! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ایک روز پہلے یہاں یہ پوائنٹ اٹھا تھا کہ لاجز کے پاس اور اردگرد سیکورٹی کا انتظام نہیں ہونا چاہیے۔ میں اس دن یہ کہنے والی تھی لیکن مجھے باری نہیں ملی۔ جناب! میں کہتی ہوں کہ سیکورٹی کا انتظام ہونا چاہیے۔ جناب! ہونا چاہیے۔ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔ پولیس اور سیکورٹی ہونی چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ معاملہ House Committee میں اٹھایا گیا تھا۔ یہ اب یہاں پر تو حل نہیں ہو سکتا۔ اس کی تفصیل لے کر غور کریں گے۔ دیکھیئے اس پر House Committee کی meeting بلائیں گے اور اس کو اس میں پیش کریں گے then we will take the action. یہ تین چار issues اکٹھے ہو گئے ہیں۔ Monday or Tuesday کو meeting رکھ لیتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: جناب! کاکڑ صاحب کے ساتھ بھی ایسا معاملہ ہوا تھا۔ آج تک کوئی اتا پتا نہیں چل سکا۔ وہاں سیکورٹی کا بڑا ناقص انتظام ہے۔ آپ اس کو چیک کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Monday or Tuesday کو کمیٹی کی میٹنگ بلا لیتے ہیں اور اس میں سارے points کو لے آتے ہیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب! پارلیمنٹ لاجز اس کی واردات پر سب سے پہلے بات کرتے ہوئے یہ حقیر آپ کے سامنے موجود ہے۔ کچھ نہیں ہوا۔ آئی جی صاحب نے کہا ہے کہ اب ٹھیک ہوگا۔ زیورات، سوٹ کیسوں اور سامان کی خیر ہے، جان کی حفاظت کے لئے کیا بندوبست ہے؟

سینیٹر پری گل آغا: ویسے چیئرمین صاحب بات بالکل صحیح کہہ رہے ہیں کہ پارلیمنٹ لاجز میں لوگ ایسے پھر رہے ہیں جیسے جمعہ بازار میں پھرتے ہیں۔ یہ بہت غلط بات ہے کیونکہ

وہ بھی ہمارے اپنے ہیں - یہ آپ خود چیک کریں۔ آپ جائیں دیکھیں لڑکے آرہے ہیں، گاڑیاں آ رہی ہیں۔ کوئی ادھر جا رہا ہے۔ یہ کوئی Federal Lodge ہے۔ بہت غلط بات ہے اور وہاں پر جو کمرے ہیں، ان کمروں پر ڈرائیوروں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ جو اوپر کمرے ہیں ان پر وہ قبضہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں -

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھئے اس پر total control ہمارا نہیں ہے۔

سینیٹر پری گل آغا: دیکھئے آپ کا کنٹرول نہیں مگر آپ کے سینیٹر اور ایم این اے تو رہتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ہاں مجھے بالکل پتہ ہے اس بات کا۔ ہم نے ایک کمیٹی کی meeting بلائی تھی۔یہ point سارے ہم نے ان کو پیش کئے تھے۔

سینیٹر پری گل آغا: یہ کمیٹیاں تو برباد ہی کریں گی۔ کسی دن وہاں کوئی مردہ پڑا ہوگا۔ کمیٹیاں بنائیں گے، کب یہ کمیٹیاں بنائیں گے۔ آپ خود action لیں بس۔ ہمیں کسی کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری کمیٹی آپ ہیں۔ اگر ہمارے کسی بھی سینیٹر کو کچھ ہوا نا---- نہیں چیئرمین صاحب! آج اس خاتون کی چوری ہوئی۔ پہلے ہمارے ایک سینیٹر کی چوری ہوئی۔ آپ رات کو ایک دفعہ آئیں۔ آپ دیکھیں گاڑیاں، خدا کی قسم لڑکے اس طرح گاڑیوں میں جاتے ہیں اور ایسے ایسے لوگ اندر آتے ہیں۔ میں پوچھتی ہوں کہ آپ کون ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ جی میں فلاں ایم این اے کا بھائی ہوں۔ بالکل، خدا کی قسم ڈر لگتا ہے، پریشانی ہوتی ہے۔ دیکھیں ہم آپ کی خاطر، آپ کی سینیٹ میں ہیں، ہم پاکستانی ہیں، ہماری عزت آپ کی ہے۔اگر خدانخواستہ کسی کی انگلی وہاں ٹوٹ جائے، کسی کو کچھ ہو جائے تو پھر بڑی بے عزتی ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے اگر آپ ڈر رہی ہیں تو ضرور کوئی بات ہو گی۔ بات کرتے ہیں اس پر۔

سینیٹر پری گل آغا: بات نہیں آپ action لیں

سینیٹر محمد علی درانی: جناب اس میں ایک دو issues بڑے concern کے ہیں۔ جناب پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بڑا افسوس ناک واقعہ ہے جو ہمارے ایک معزز سینیٹر کے ساتھ ہوا

ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک Parliament Lodges کا تعلق ہے اس کے بارے میں، وہاں کینٹین ہے ، وہاں پر security ہے اور وہاں رہنے والے -----پہلے تو یہ define ہونا چاہیے کہ Parliament Lodges کن کے لئے ہے۔ آیا وہ parliamentarians کے لیے ہے یا اس سے بڑا اس کا کوئی spectrum ہے۔ دوسری چیز یہ define ہونے والی ہے کہ اس کے جو انتظامات ہیں، اس کے کیفے ٹیریا کا اس وقت یہ عالم ہے کہ وہاں کھانا اور اس کے rates وہ کسی بھی-------

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کی management change ہوئی ہے ۔

سینیٹر محمد علی درانی: تیسری چیز کہ وہاں کا جتنا بھی سسٹم ہے اس کو define ہونا چاہیے۔ اس میں آپ کا ایک role ہونا چاہیے تاکہ اس کو کسی سسٹم میں، کسی طریقے میں لایا جاسکے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ اکبر خواجہ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: میرا خیال ہے کہ یہ آپ کی ذمہ داری بنتی ہے۔ آپ کم ازکم تحفظ دینے کی assurance کے علاوہ immediate اس کا کوئی مداوا کریں کیونکہ کمیٹی کو refer کریں گے تو بہت دیر ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں یہ معاملہ serious ہے۔ اسی لیے میں نے کہا ---

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: اگر serious ہے تو ابھی ruling دیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب ruling میں یہی دے سکتا ہوں کہ میں ان سے بات کر کے آئی جی سے بات کروں

سینیٹر کامل علی آغا: جناب ادھر کوئی اور concern ہے وہ خالی ان کا concern نہیں ہے۔

Mr.Acting Chairman: It is understandable

کہ وہ ہماری بھی بہنیں ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! صرف چوری کی بات نہیں ہے، وہاں پر کسی قسم

کی security کا انتظام نہیں ہے۔ کل کوئی اور واقعہ ہو جائے گا اور پھر یہ کمیٹی کے پاس چلا جائے گا۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! اس پر آپ اپنی ruling دیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے اجازت مانگ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں! پہلے لیاقت صاحب کھڑے تھے۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! میں پہلے کھڑا تھا، آپ نے اجازت نہیں دی، میں بیٹھ گیا تھا، آپ نے پری گل آغا کو اجازت دے دی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے تو فرما دیا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: جی! میں نے فرمایا نہیں بلکہ عرض کر رہا تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔ پھر اور فرمائیں۔

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Mr. Chairman! what is the judgement?

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ایک تو یہ انتہائی افسوس ناک واقعہ ہے جو ہماری بہن کے ساتھ ہوا ہے۔ یہ کسی کے ساتھ بھی رونما ہو سکتا ہے۔ ہمارے ایک، دو دوستوں نے ان benches سے بھی شکایت کی ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ وہاں پر نامعلوم افراد کی آمدورفت بہت زیادہ ہے۔ آپ جناب میرے پاس آئیں۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں تو اکثر آپ کے پاس آتا جاتا رہتا ہوں۔

سینیٹر کامل علی آغا: آپ کو میں نے دکھایا بھی ہے کہ کیسے ناجائز طور پر قبضہ کیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کیا کہتے ہیں کہ میں آؤں۔ میں تو ہر روز ہی آپ

کے پاس بیٹھا ہوا ہوتا ہوں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! آپ دیکھیں کہ کیسے ناجائز قبضے ہیں۔ وہاں پر بیس بیس، پچیس پچیس آدمی موجود ہیں۔ وہ کس کی اجازت سے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ authorized ہیں، آپ اس کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ ہم آپ سے بار بار گزارش کرتے ہیں کہ آپ مہربانی کرکے اس کا نوٹس لیں۔یہ کوئی excuse نہیں ہے کہ قومی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر کے اختیارات ہیں۔

جناب والا! وہاں پر سینیٹ کے ممبران کی رہائش گاہ ہے۔ اگر آپ اپنی authority assertنہیں کریں گے تو یہ معاملات آگے بڑھتے رہیں گے۔ آپ assert کریں اور سب سے پہلے یہ ناجائز قبضے چھڑوائے جائیں۔ یہ کیا بات ہے۔ وہاں پر ناجائز قبضے موجود ہیں اور CDA والوں کو آپ نے خط بھی لکھا تھا لیکن انہوں نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ اس لئے آپ ان کو دوبارہ نوٹس دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: چیئرمین صاحب! اگر آپ کے ممبر محفوظ نہیں ہیں تو پھر عام شہریوں کا کیا حال ہوگا۔ ہم کئی دنوں سے Law and Order کے مسئلہ پر بات کر رہے ہیں۔ آج آپ کے House کے ممبر بھی محفوظ نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ اس discussion کو ابھی اپنے ممبروں تک ہی رکھیں۔ عام شہریوں کے پاس نہیں جاتے ہیں۔ آپ کی بات بالکل درست ہے۔ میں سب سے پہلے Monday یا Tuesday کو اس کمیٹی کی meeting بلاتا ہوں۔ اس کے بغیر کام نہیں ہوگا۔ آپ لوگ ہی اس کے ممبر ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! ہر floor پر وہاں پر آنے والوں کے لئے بیٹھنے کی ایک جگہ بنائی گئی تھی، اس پر بھی قبضے کئے ہوئے ہیں۔وہ بڑے بڑے ہال ہیں۔ وہاں پر قبضہ کرکے بستر بچھائے ہوئے ہیں۔ وہاں پر فرنیچر رکھا ہوا ہے اورمستقل رہائش رکھی ہوئی ہے۔ میرےعلم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ وہاں پر قبضہ کرنے والوں سے کرایہ بھی وصول کیا جا رہاہے۔ جناب والا! وہاں سے کرایہ لیا جا رہاہے اور یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ یہ کام جو بھی کر رہا

ہے۔ خواہ میں یہ کر رہا ہوں، یہ غلط طریقہ ہے۔ یہ طریقہ dignified نہیں ہے۔ وہاں پر ممبران قومی اسمبلی اور سینیٹ کی رہائش گاہیں ہیں۔ چونکہ سکولوں اور کالجوں میں ان دنوں چھٹیاں ہیں، اس لئے وہاں پر ہماری بچیاں بھی آ رہی ہیں۔

جناب والا! آپ دیکھیں کہ وہاں پر رہائش کی جگہ بھی نہیں ہے یا تو آپ declare کر دیں کہ وہاں پر ممبران قومی اسمبلی اور سینیٹ رہائش نہیں رکھ سکتے۔ انہیں کسی اور جگہ پر شفٹ کر دیا جائے ۔ اگر وہاں ایسے لوگ جن کی کوئی identity نہیں ہے، جن کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کون لوگ ہیں، وہ اسی طرح موجود رہیں گے تو security کیسے رہے گی اور یہ لوگ ہر floor پر موجود ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اگر یہ آتے ہیں تو کسی کے پاس ہی آتے ہوں گے۔

سینیٹر کامل علی آغا: آپ اپنی authority کو assert کریں کہ ایسے لوگ کیوں وہاں رہتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے جی، ہم اپنی authority assert کرتے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: اگر کوئی کسی کے پاس آتا ہے تو اسے وہ اپنی رہائش کے اندر رکھے۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی: جناب والا! پچھلے سال H-Block میں پانی بھر گیا تھا، اس کی شکایت کی گئی تھی لیکن اس کا کوئی سدباب نہیں کیا گیا۔ اس لئے اس دفعہ پھر پانی آ سکتا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: جناب والا! یہ subject بھی Interior Ministry کے under آتا ہے، اس لئے آپ CDA اور Interior Minister کو immediately inform کریں تاکہ اس پر فوری action لیا جا سکے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس سیشن کے بعد انہیں فوراً بتا دوں گا۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : شاہ صاحب! آپ بتائیں۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ: دوسرا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں پر جو material لگایا گیا ہے، وہ بالکل ناقص ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ کی آواز نہیں آ رہی ہے۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ: جناب والا! وہاں جو meterial لگایا گیا ہے ، وہ بالکل ناقص ہے۔ اس کے علاوہ میں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے جو رات کے گیارہ بارہ بجے تک باغ میں بیٹھے رہتے ہیں، foot paths پر لیٹے ہوئے ہوتے ہیں، اگر Parliament Lodges کا یہی حال رہا تو پھر وہاں صورت حال بہتر نہیں ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں آپ کو یہ بتا دوں کہ یہ سارے لوگ MNAs اور Senators کے ہی ہیں۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ: یہ MNAs and Senators کے لوگ ہیں--

جناب قائم مقام چیئرمین : بالکل ہیں۔ورنہ ایسے وہاں پر کوئی اندر نہیں آ سکتا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد انور بیگ : یہ سارے MNAs and Senators کے لوگ نہیں ہیں۔ آپ شام کو دیکھیں، مسجد بھری ہوئی ہوتی ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین : ہمیں فکر ہے۔ لیاقت صاحب ! آپ بھی فرمالیں۔

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین! ہمارے ہاں اکثر یہ روایت رہی ہے کہ کسی معاملے کو دبانا ہو تو اس کے لئے کوئی کمیٹی یا کمیشن بٹھاتے ہیں۔یہ ایک حساس نوعیت کا ۔ ملہ ہے--

جناب قائم مقام چیئرمین : یہ دبانے کی بات نہیں ہے۔ پہلے سے کمیٹی موجود ہے۔

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگزئی: کل آپ کو اس معاملے کے بارے میں نواب ایاز خان جوگیزئی صاحب نے باقاعدہ proof دکھایا ہےکیونکہ ان کے مکان سے بھی چوری ہوئی ہے۔ حاجی رحمت اللہ ایڈووکیٹ صاحب نے بھی شکایت کی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے - میں یہاں سے جاتے ہی CDA اور IG پولیس کو اس کے متعلق مطلع کرتا ہوں۔

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگزئی: جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس بارے میں کوئی Ruling دے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب Ruling یہی ہے کہ I will tell them that they should take action immediately. اور جو بے کار لوگ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں، انہیں وہاں سے نکالا جائے۔

سینیٹر احمد علی: سروسز سنٹر میں بھی لوگ بیٹھے ہوتے ہیں، کوئی کسی کا مہمان ہے، کوئی کسی کا مہمان ہے - سینیٹرز نہیں ہوتے مگر لوگ وہاں ضرور بیٹھے ہوتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ مہمان ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: جس کا مہمان ہو وہ لاؤنج کے اندر ٹھہرے - یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ مہمانوں کی آمد رہتی ہے اور جتنے waiting rooms ہیں ان پر قبضہ کیا ہوا ہے - وہاں پر بستر ڈالے ہوئے ہیں -

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں! آپ کا مہمان آئے تو اسے سروسز سنٹر میں تو بٹھانا پڑے گا۔

سینیٹر کامل علی آغا: سروسز سنٹر پر تو قبضہ ہے، وہاں پر بیٹھنے کی تو جگہ ہی نہیں ہے - وہاں پر تو بستر بچھے ہوئے ہیں - وہاں پر permanent قبضے ہیں۔ اوپر نام لکھا ہوا ہے کہ فلاں کا قبضہ ہے - میری رہائش کے آگے بکس بنا لیا - جناب آپ نے نوٹس لیا۔ آپ نے اس کے متعلق فیصلہ کیا لیکن آج تک سی ڈی اے نے اسے remove نہیں کیا۔ آپ کی برداشت پر

ہم نے چلنا ہے ۔ جناب ! اگر آپ کی اتنی برداشت ہے تو کل لاؤنج کے اوپر کوئی قبضہ کر لے گا۔ آج چوری تو ہو گئی ہے ۔ پہلے ایک ڈکیتی بھی ہو گئی تھی تو کیا ہماری رہائش کی وہ جگہ رہ گئی ہے ۔ فوری طور پر ایک ruling دیں کہ illegal, unauthorised قبضے ختم کیے جائیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بالکل، میں نے یہی کہا ہے کہ میں سی ڈی اے کے چیئرمین سے اور وزیر داخلہ سے کہتا ہوں ....illegal

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! آپ Rruling دیں جب کوئی ruling نہیں مانے گا تو ہم وہاں پر باہر کھڑے ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ruling ہے - Agha, its a ruling that they will be thrown out. Thank you

Senator Kamil Ali Agha: Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین: نثار صاحب! اب کیا ہے ۔ نوکر نے چوری کی ہے۔

سینیٹر نثار احمد میمن: جناب چیئرمین! جی نہیں ۔ بالکل نہیں میں آپ سے جو بات کر رہا ہوں وہ ان چیزوں سے زیادہ سنگین ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کو اس بات پر سوچنا چاہیئے کہ وہاں پر ایک منور سہروردی نہیں چار پانچ سو منور سہروردی رہ رہے ہیں پارلیمنٹ لاجز میں اور سکیورٹی کا کوئی انتظام نہیں ہے اور یہ میں آپ کو بتاؤں کہ خدانخواستہ ----

جناب قائم مقام چیئرمین: منور سہروردی، آپ کا کیا مطلب ہے؟

سینیٹر نثار احمد میمن: جناب ! یہ قتل عام ہو رہا ہے ۔ پاکستان میں یہ چیزیں ہوتی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مطلب یہ ہے کہ victims رہ رہے ہیں۔

سینیٹر نثار احمد میمن: Victims ہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ ذرا clear کر دیں ۔

سینیٹر نثار احمد میمن: دیکھئیے! بات یہ ہے کہ سکیورٹی کا معاملہ ہے، سکیورٹی ناقص

ہے کوئی بھی آسکتا ہے ، کوئی بھی جا سکتا ہے اور ہر چیز ہوسکتی ہے ۔ ہم وہاں رہ رہے ہیں ۔ یہ سنگین معاملہ ہے ۔ آپ اس کو صرف چوری کے لحاظ سے نہ لیں ، وہ تو ہے۔ مگر یہ سارے MNA's, or Senators کی سکیورٹی کا معاملہ ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، دیکھیں کہ ruling تومیں نے دے دی ہے then I will talk to these people.

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم ، جناب ! ruling تو آپ نے دے دی ہے ۔ میں نے وہاں شکایت کی تو اس نے مجھے اتنا dirty جواب دیا کہ میں خاموش ہو گیا ۔ پولیٹیکل پارٹیز کے offices کھلے ہوئے ہیں ۔ وہاں آپ کس کو روکیں گے ۔ پتا نہیں کونسی لڑکیاں اور کون سے لوگ آ رہے تھے ۔ میرا رہنا عذاب ہوگیا تھا ۔ کسی نے relief نہیں دیا۔ یہ تو اور باتیں ہیں ۔ بہت سے office ہیں اور بہت سوں کے یہاں گھر ہیں inspite of that lodges رکھے ہوئے ہیں ۔ یہ پوچھیں درانی صاحب سے ۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ ، دیکھئے جی ! پارلیمنٹیرین کا یہ حق بنتا ہے ۔ اسلحہ تو سب کے پاس ہے ۔ ذرا illegal جو ہے وہ legalize ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے ۔ I will go through this thoroughly

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی ، جناب چیئرمین صاحب ! ایک اور مسئلہ ہے کہ ابھی تک لاجز میں باقاعدہ مسجد تعمیر نہیں کی گئی ہے ۔ ہم ایک ہال میں نماز پڑھتے ہیں اور جمعے کی نماز میں اتنی گرمی ہوتی ہے کہ لوگ نماز نہیں پڑھ سکتے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو مسجد کی جگہ ہے جہاں وہ بنانا چاہتے ہیں ' وہ ناکافی ہے۔ اس میں سو دو سو آدمیوں سے زیادہ نہیں آ سکتے ۔ اس کے لیے آپ باقاعدہ سی ڈی اے چیئرمین کو بتائیں' وہ خود بھی visit کرے' اس کو وسیع کریں ۔ پیچھے جگہ موجود ہے ۔ اس کو بڑی مسجد بنائیں جگہ موجود ہے۔ آپ کے تمام سلسلوں کے لیے جگہ تھی لیکن مسجد کے لیے آپ نے ایک تنگ جگہ منتخب کی ہے ۔ لہذا آپ اس کو reconsider کریں۔ وہ پیچھے جگہ ہے اس طرف مسجد کو بڑھایا جائے ' آپ پیسہ خرچ کریں گے ۔ پانچ کروڑ اس کے لیے مختص ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بلیدی صاحب! last meeting جو ہوئی تھی انہوں نے وہاں پر ایک پلاٹ رکھا ہوا ہے۔ وہاں پر وہ ایک جم بھی بنا رہے ہیں اور وہاں مسجد بھی بنائیں گے---

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: مگر وہ جگہ ناکافی ہے۔

(مداخلت)

RE: DISCRIMINATION BY PTV FOR SENATE COVERAGE

سینیٹر پری گل آغا: جناب چیئرمین! آپ ٹیلیویژن پر ذرا غور کریں۔ آخر سینیٹ بھی ایک بہت بڑا ادارہ ہے۔ چاہے وہ لوگ ہوں یا ہم، ٹھیک ہے اپوزیشن اپنی جگہ مگر ہم ایک ہیں۔ قومی اسمبلی کو کوریج دیا جاتا ہے مگر سینیٹ کے بارے میں صرف اتنا بتایا جاتا ہے کہ آج سینیٹ کا اجلاس ہوا۔ دو لوگوں کے بارے میں بتایا اور کٹ۔ ہم تمام چاہے ان بینچوں والے ہیں یا ان بینچوں والے احتجاج کرتے ہیں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر پری گل آغا: اگر آج آپ خبرنامے میں دیکھیں کہ آپ کی سینیٹ کا اس وقت کیا کوریج ہے؟ یہ سب بہت غلط ہے۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے۔ آخر ہمارا اور سینیٹ کا بھی ایک مقام ہے۔ ٹھیک ہے قومی اسمبلی کو بے شک کوریج دے مگر ہمارے ساتھ کیا دشمنی ہے؟ Upper House کے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ آج آپ Minister for Information شیخ رشید کو بلائیں اور order کریں۔ چاہے وہ benches ہوں یا یہ ہوں جو بھی بات کرے، ہمارے تمام ممبران کو پورے طریقے سے کوریج دی جائے اور جو ان کے points ہیں وہ دکھائے جائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں اس کا جواب دے دوں۔ .please listen to me یہ جو مسئلہ ہے یہ نیا نہیں ہے، یہ پرانا ہے۔ یہ کافی عرصہ سے ایسے ہی آ رہا ہے۔ پچھلی government میں بھی ایسا ہی تھا۔ .Dar Sahib will bear me out of that اور ہمیشہ complaint ہوئی ہے۔ آج آپ آئیں آپ نے مجھے complaint کی۔ میں نے آپ کے سامنے MD کو فون کیا اور میں نے کتنے سخت الفاظ استعمال کئے۔ آپ نے خود سنے۔

سینیٹر پری گل آغا: جی بالکل میں نے سنے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: باقی جو رہ گیا Information Minister کو بتانا تو آپ Ministers بیٹھے ہیں please pass it on to him. Please sit down, this step motherly treatment has to be stopped.

سینیٹر پری گل آغا: آج کے بعد اگر ہمیں کوریج نہیں دیا گیا تو ہم ان کیمرے والوں کو باہر پھینک دیں گے ورنہ ہم خود باہر چلے جائیں گے۔

(اس موقع پر کئی ممبران کھڑے ہوگئے اور یک زبان PTV کے خلاف بولنے لگے)

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی: جناب چیئرمین! PTV کا داخلہ بند کریں ' ruling دے دیں اور private channels کو بلائیں تا کہ ان کو خبر ہو جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ابھی آدھا گھنٹہ پہلے میں نے MD سے بات کی ہے۔ اس کا result دیکھتے ہیں اگر نہیں آتا ہے then we will take appropriate action.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: اگر ہم ان سے بات کریں تو وہاں سے جواب ملتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی پیمانہ نہیں ہے کہ ہم اس کو ناپیں اور اس کو تولیں۔ یہ تو ان کے بات کرنے کا طریقہ ہے۔ اگر یہاں پر وزیر اطلاعات آتا ہے تو یہ ایک کی جگہ ۵ کیمرے ہو جاتے ہیں۔ میرے خیال میں تو اس کے اندر ابھی کیسٹ بھی نہیں ہو گی۔ یہ ڈرامہ بند کیا جائے۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: یہاں پر یہ کوئی تماشا ہے۔ جناب چیئرمین! important بات یہ ہے کہ میں نے صبح بھی آپ سے عرض کی تھی کہ آپ performance دیکھیں۔ باہر ہم جاتے ہیں تو لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے کیا perform کیا ہے؟ سینیٹ کی performance ہمیشہ نیشنل اسمبلی سے بہتر رہی ہے۔ standing committees کی performance ہمیشہ نیشنل اسمبلی سے بہتر رہی ہے مگر نہ وزیر یہاں پر ہوتے ہیں۔ ہمارے ساتھ تو پہلے سے زیادتی ہو رہی ہے۔ یہ تماشا نہیں چلے گا۔

Mr. Acting Chairman: I agree with you.

MD نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ نے انہیں ٹیلیفون کیا ہے اور آپ نے جو کہنا تھا اس کو کہہ دیا ہے۔ میں نے بھی کہا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: اور میں نے آپ کو اس کا جواب بھی بتا دیا ہے۔ یہ جواب acceptable نہیں ہے کہ ہمارے پاس کوئی ناپ تول کا پیمانہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ مجھے اس نے نہیں کہا۔ ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین صاحب! بہت شکریہ۔ میں صرف یہ عرض کروں گا۔ آپ نے جو refer کیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: باقی لوگ بیٹھ جائیں۔ پری گل صاحبہ تشریف رکھیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میرا خیال ہے treasury benches نے بڑا valid point اٹھایا ہے۔ اس میں ان کا point بڑا valid ہے۔ آپ نے جو مجھے refer کیا ہے۔ یہ بالکل ہر حکومت میں ہوا ہے لیکن corrective measures بھی ہوئے ہیں۔ اگر آپ MD, PTV کو بتائیں گے تو کچھ نہیں ہوگا۔ ایک former chairman یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ یہ معاملہ اسی طرح اٹھا تھا اور جب ruling دی گئی تو Information Minister کو یہاں بلایا گیا اور اس کو بتایا گیا تو یہ معاملہ ٹھیک ہوا۔ پہلے وہ Opposition کا نکالنا شروع کیا، ان کو انہوں نے اس میں سے غائب کیا۔ اب وہ Treasury Benches کو غائب کرنا شروع ہو گئے ہیں، man is not fair آپ ان کو بلا کر، میرے خیال میں it has to be given a direction from the Chair. آپ ان سے کہیں کہ جو proper اور جو due time ہے why they just take by choice? تو میری یہ گزارش ہے۔

Mr. Acting Chairman: We have pursued to do that.

جی ہاں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: Sir, M.D پر نہ چھوڑیں، آپ Information Minister کو یہاں پر بلائیں اور اس کو یہ direct کریں۔

سینیٹر محمد علی درانی: جناب اس کے بارے میں میری ایک گزارش ہے کہ جہاں

تک coverage کا تعلق ہے۔

Mr . Acting Chairman: Where is the Information Minister now?

درانی صاحب ایک second. اس وقت Information Minister کہاں ہیں؟

جناب محمد نصیر خان (وزیر برائے صحت): نہ National Assembly میں اور نہ ادھر ہیں but we will pass on the message. You give the opportunity, can I finish?

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, no passing of the message, this is no way. The Minister should be summoned and he should come to the House. You summon him now.

(interruption)

Mr. Acting Chairman: O.K, let the Mininster come.

میں نے آدمی بھیج دیا ہے۔

Mr . Muhammad Naseer Khan(Minister for Health): While trying to get the Minister, I was going to finish it, I was just going to say that I will pass on the message for him, to be in the House and also answer the queries and I think, it is important the Upper House, the most important House in democracy in Pakistan, Senate has to be covered. Whether its the Opposition, whether its Treasury Benches, everyone has tremendous respect and their respect has to be seen by the people on Television and I agree with everyone here.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. I have just sent somebody to call him

نہیں، ابھی پروفیسرغفور صاحب کو بولنے دیں، پروفیسرغفور صاحب بولیں۔ اکبرخواجہ صاحب بیٹھ

جائیں۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد: صرف اتنی بات نہیں ہے کہ Senate کو coverage کم ملتی ہے۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کل شام کا جو Senate کا اجلاس ہے، electronic media نے اس کا boycott کیا ہے، صبح کی proceeding دکھائی ہے اور پھر یہ کہا ہے کہ اگلا اجلاس کل صبح دس بجے ہو گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ منور صاحب کی شہادت پر یہاں پر جو تقریریں ہوئی ہیں، electronic media پر ایک لفظ بھی نہیں آیا ہے، اسے cover ہی نہیں کیا گیا ہے، اس کا بالکل boycott کیا گیا ہے یعنی یہ نہیں ہے، cover نہیں کیا گیا ہے، اس کا boycott کیا گیا ہے۔

Mr. Acting Chairman: This is very serious.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: ARY, GEO کو لائیں، ایک دن کے لئے لائیں competition open کریں، PTV ٹھیک ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب چار آدمی بولیں گے تو ایک کی بھی بات سمجھ نہیں آئے گی۔

سینیٹر محمد انور بیگ: جناب چیئرمین صاحب! private channels کو allow کریں to come and cover sir.

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نے بلایا ہے، آپ انہیں کہیں اور میں بھی کہتا ہوں۔

سینیٹر محمد علی درانی: جناب، اس بارے میں ایک serious suggestion ہے کہ اس سے پہلے Minister صاحب سے بھی اس سلسلے میں request کی گئی ہے، شاید ان کو بھی کچھ مجبوریاں ہوں کہ وہ اس چیز کو handle نہ کر سکے ہوں لیکن میں یہ suggest کروں گا کہ پچھلے ایک ہفتے سے Senate اور Assembly کی coverage رہی ہے۔ یہ case, Information Committee کو refer کیا جائے، وہ باقاعدہ coverage کا volume.... جناب چیئرمین صاحب! مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بات سن لیں۔

سینیٹر محمد علی درانی: اصل میں ہم ہر چیز کو adhocism پر اور ہتھیلی پر سرسوں جمانے کی بات کرتے ہیں، چیزوں کو کسی طریقے سے لیا جانا چاہیے۔ نمبر-۱ بات یہ ہے کہ Senate جتنی ملنی چاہیے ، نہیں مل رہی ہے۔ نمبر-۲ جو مل رہی ہے، اس کا pattern insulting ہے اور نمبر-۳ اس کی وجہ سے جو impression بنتا ہے، وہ انتہائی غلط ہے اور اس سے بہتر ہے کہ یہ coverage نہ ہو۔ میں اس صورت حال میں یہ suggest کروں گا کہ اس پر جو بھی قدم اٹھائیں--- چیئرمین صاحب! ایک منٹ۔ جو بھی قدم اٹھائیں، اس کے لئے ہمارے پاس صرف statement اور الفاظ نہیں ہونے چاہئیں بلکہ documented evidence ہونا چاہیے اور وہ PTV evidence کی coverage سے لیا جا سکتا ہے اور اس کو لے کر محنت کرکے، اس کو proper طریقے سے handle کیا جائے تاکہ ماضی میں اس کے جو لوگ responsible ہیں، ان کی accountability ہو اور future میں اس کو روکا جاسکے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you.

سینیٹر تنویر خالد: مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ہاں تنویر خالد صاحبہ۔

سینیٹر تنویر خالد: جی، میں ایک بات یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ وہاں پر پہلے کم لوگ تھے لیکن ابھی تو بہت لوگ ہیں، جو منہ اٹھائے چلا آتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Minister صاحب آ گئے ہیں۔

سینیٹر تنویر خالد: دوسری بڑی خاص بات میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ inside the boundary wall کچھ کھودائی ہو رہی ہے اور ہمیں پتا یہ چلا ہے کہ وہاں پر مسجد بنانے کی سکیم ہے۔ وہ تو خدا کا گھر ہے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ جب مسجد بن جائے گی تو اس میں بے شمار لوگ آئیں گے، اللہ کے گھر میں آنے سے کیا کوئی کسی کو روک سکتا ہے۔ تو ذرا سا پارلیمنٹ لاجز سے باہر مسجد بنانی چاہیئے میرے خیال سے تھوڑا چل کر نماز کے لئے جائیں تو اس میں ثواب ہے۔ وہ inside the boundary wall بنا رہے ہیں تو پھر نمازی بے حساب اس غرض

سے بھی آنے لگیں گے کہ چلو اسطرح اندر جانے کا موقع ملتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا point بڑا valid ہے ہم اس پر کمیٹی meeting میں سوچیں گے۔ منسٹر صاحب it is valid complaint کہ آپ یا آپ کا T.V. department سینیٹ کو proper coverage نہیں دے رہا اور پچھلے دنوں اجلاس رہا ہے as compared to National Assembly our coverage was next to nothing ہے۔ اس بارے میں ممبران میں there is a lot of bitterness and anger. اور انہوں نے ایک suggestion دی ہے کہ اگر آپ کا PTV coup up نہیں کر سکتا تو آپ ایک private channel کو اجازت دیں کہ وہ آ کر سینیٹ کو cover کرے۔

شیخ رشید احمد (وفاقی وزیر اطلاعات): جناب چیئرمین! تین دن ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ T.V. کی خبروں کو بالکل خبریت پر چھوڑ دیا گیا ہے اور ایک totally private channel دے رہے ہیں کہ جس میں PTV کا کوئی دخل نہیں ہو گا' اس کی auction کرنے لگے ہیں، صرف آٹھ دس دن کی مہلت دے دی جائے کیونکہ PTV اور سارا electronic media 21st century میں ایک revolution پر جا رہا ہے اور نئے 16 Channels کو اجازت دینے لگے ہیں جو اخباروں کے cross media تھے اور cross media کی جو ملکیت تھے اس کو باوجود اس کے کہ APNS نے آج آپ نے دیکھ لیا ہو گیا کہ ان کا اشتہارات کے سلسلے میں رویہ کیا ہے لیکن میں ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ان کے جذبات کا احساس کروں گا اور اگر آپ ruling دیں کہ ایک ایسی ہماری سوچ ہے کہ ہم Sessions کا' قومی اسمبلی اور سینیٹ کا بھی' کیونکہ ایک پرائم ٹائم ہے' اس میں بعض حادثات اتنے serious ہو رہے ہیں کہ آدھے گھنٹے میں ساری چیزوں کو cover کرنا کافی مشکل ہو جاتا ہے لیکن ایوان کی جو رائے اور فیصلہ ہو گا اس کا احترام ملحوظ خاطر ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ جتنے دنوں تک T.V. اپنا نیا قبلہ درست نہیں کرتا اور اس وقت سینیٹ کے مسئلے پر جو پالیسی چل رہی تھی میں ان کو ہدایت دوں گا کہ وہ اسی پالیسی کو جاری رکھیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، نہیں آپ نے میری بات سنی نہیں۔انہوں نے

کہا کہ even under the present arrangements نیشنل اسمبلی کی جو coverage ہے its far and beyond اور یہاں کی جو coverage ہے its totally scanty

شیخ رشید احمد (وفاقی وزیر اطلاعات) : اگر کوئی ممبر یہ کہے کہ انہوں نے حصہ لیا ہے اور اس کی coverage نہیں ہوئی تو میں اس پر action لوں گا۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین : دیکھیں ' please don't take it to the fishmarket for that آپ سب بیٹھ جائیں۔ جی رضا ربانی صاحب۔

شیخ رشید احمد (وفاقی وزیر اطلاعات) : ابھی floor میرے پاس ہے اگر وہ مجھے بیٹھنے کی ہدایت کریں اور آپ کو ہدایت کریں کہ آپ Senior Parliamentarian ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی رضا صاحب آپ بیٹھ جائیں ' منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔

شیخ رشید احمد (وفاقی وزیر اطلاعات) : جناب چیئرمین! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ابھی جا کر اس مسئلے کو دیکھتا ہوں۔ میں کل floor of the House اس کا ازالہ کر کے آپ کو رپورٹ submit کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی رضا ربانی صاحب اب بولیں۔

میاں رضا ربانی: ٹھیک ہے جی انہوں نے بتا دیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے that's enough, he has given the assurance, he will do it. Let's get on with the business now. Thank you very much sir, thank you for coming.

فنانس منسٹر صاحب آپ نے تقریریں تو سن لی ہیں do you wind up this discussion of the Budget please?

WINDING UP DEBATE ON BUDGET BY FINANCE MINISTER

جناب شوکت عزیز (وزیرخزانہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بجٹ پر بہت اچھی تقاریر

ہوئیں اور suggestions بھی آئی ہیں۔

and we eagerly are awaiting the suggestions of the Finance Committee which has deliberated under the able Leadership of Senator Ahmed Ali and the members of this Committee have been working till date to come up with recommendations which can be transmitted to the National Assembly.

Mr. Chairman sir, the philosophy behind the budget was on which would take Pakistan forward. It's a budget which represents growth, investment and opportunity for the people of Pakistan. Whatever we put in, the budget is based on a consisting policy of getting Pakistan upon his feet and exploiting its full potential.

اگر آپ بجٹ کے اہم نکات دیکھیں تو اس میں پتا لگے گا کہ اس سال ترقیاتی پروگرام 202 ارب کا رکھا گیا ہے۔ جو پاکستان کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے۔ جس میں سے تقریباً infrastructure پر لگ رہا ہے، یعنی سڑکیں ، canals, repairs of barrages, ports and power sector یعنی infrastructure پر اتنی investment ہو رہی ہے جس سے روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے اور جس سے ملکی معیشت کو اور بھی آگے بڑھنے کا موقع ملے گا۔

دوسرا اہم شعبہ بجٹ کے public sector programme میں ہے وہ social sector ہے تعلیم ، صحت ، population control, general programme ان سب areas میں record increase ہوئی ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں social sector کے indicators اگرچہ آہستہ آہستہ بہتر ہو رہے ہیں لیکن اس میں اور مزید گنجائش کی ضرورت ہے تو allocation of funds بھی اسی طرح رکھی گئی ہے ۔

اس کے علاوہ یہ بجٹ 6.4 per cent GDP growth کی background میں بنا ہے ۔ کافی عرصے کے بعد پاکستان ایک ایسا growth rate دیکھ رہا ہے جو میری نظر میں اگلے تین سال میں ہمیں 8 per cent growth rate تک لے جائے گا ۔ ہم 6.4 per cent سے 8 per

cent تک کیسے پہنچیں گے اور میرے بھائی جو اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے اس بار بڑی اچھی suggestions دی ہیں ' debate بھی اچھی ہوئی ہے اور آپ کی chairmanship ماشاء اللہ a lot of constructive comments have come in اور کچھ چیزوں کی انہوں نے تائید بھی کی ہے جو بجٹ میں پیش کی گئی ہیں، میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ I think بڑی professional and open approach ہے اور کافی senior Members نے بڑے اچھے اچھے comments دیئے ہیں لیکن جناب چیئرمین میں ایک چیز بتا دوں کہ جہاں تک data کا تعلق ہے Federal Bureau of Statistics and National Accounts Committee, National Committee میں civil society کے لوگ ہیں ' experts ہیں ' حکومت کے لوگ بھی ہیں ۔ یہ کوئی کمرے میں بند کرکے growth کے نمبر نہیں نکلتے ۔ ماشاء اللہ اس growth میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ یہ ہم سب کے لئے فخر کی بات ہے ۔ یہ ہر پاکستانی کے لئے فخر کی بات ہے کہ 6.4 per cent growth ہمیں ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور موقع دے کہ ہم یہ اور بھی بڑھائیں لیکن data کے لحاظ سے میں یہ کہہ دوں کہ Federal Bureau of Statistics بڑا ایک مثبت ادارہ ہے جس کی سربراہی کافی لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں انہوں نے بھی پہلے کی ہے اور ہم اسے independent authority میں convert کرنے والے ہیں ۔ جو suggestion دی گئیں ان پر کام ہو رہا ہے اور اس سے مزید transparency ان کے process میں آئے گی ۔ اس کے علاوہ ایک عالمی data کا system ہے GDDS جس کی data integrity, data checking and data collection کو وہ آ کر verify کرتے ہیں ۔ وہ اس میں رضاکارانہ طور پر شامل ہوئے ہیں تاکہ ہمارے data کے بارے میں کسی قسم کا doubt نہ ہو اور سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ملک میں اس پر کوئی شک نہ ہو۔

اب میں نے جو بات کی ہے کہ 6.4 per cent growth سے 8 per cent growth پر جانا ہے تو اگر آپ بجٹ کو دیکھیں تو اس میں ہر شعبے کے لئے incentives دیئے گئے ہیں۔ ہمارے رفقا نے کہا کہ عام آدمی کے لئے اس میں کیا ہے تو چونکہ وقت کی کمی ہے اس لئے میں مختصراً یہ دہرا دوں کہ پہلے تو پندرہ فیصد ہم نے تنخواہوں میں اضافہ کیا۔ Pensioners کے لئے 8 per cent سے لے کر 16 per cent pensions میں اضافہ کیا ہے ۔ اس کے بعد جو tax

limit تھی وہ 80 thousand سے بڑھا کر ایک لاکھ کر دی ہے تو جو بھی tax دے رہا ہے اس کو اس سے relief ملے گی۔ پھر pensioners کے لئے جو بہبود accounts تھے بیوائیں، pensioners and senior citizens کے لئے، اس کی limit دس لاکھ سے بیس لاکھ کر دی ہے ۔ اس کا interest rate 10.08 کو برقرار رکھا گیا ہے اور اس پر دس فیصد withholding tax لگتا تھا جس کو اس بجٹ میں abolish کر دیا گیا ہے، تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اور بھی بہت سی مراعات دی گئی ہیں، میں ان میں نہیں جاؤں گا کیونکہ آج پہلے تقریر ہو چکی ہے ۔ اور details آ چکی ہیں۔ آپ زرعی شعبے میں دیکھیں۔ پہلی دفعہ یہ ہوا ہے کہ زرعی شعبے میں ہم نے focus کر کے incentives دیئے ہیں۔ہاں اور بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہے کہ یہ complete ہے، آگے اورچلیں گے، انشاء اللہ اور incentives آئیں گے but focused approach میں جس میں interest rate کی کمی ہے DAP کمی ہے، pesticide کی duties میں کمی ہے، tractors کی duty میں کمی ہے وغیرہ وغیرہ۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے focus کیا ہے اور سب سے اہم چیز جو زراعت کے شعبے میں ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ وہ غریب کسان جو زرعی ترقیاتی بنک سے قرضے لیتا تھا، اس کو یہی ڈر رہتا تھا کہ رات کو آ کرکوئی دروازہ کھٹکھٹائے گا اور اس کو arrest کر کے لے جائیں گے کیوں کہ under Land Revenue Act, loans collect ہوتے تھے۔ اب ہم نے وہ جو requirement تھی وہ بالکل اڑا دی ہے تا کہ کسان اپنے قرضے لے اور اس کو ٹھیک طرح استعمال کرے اور اس کو کسی قسم کا فکر نہ ہو۔

جناب چیئرمین صاحب ! اگر آپ public sector development programme دیکھیں تو میری گزارش یہ ہو گی کہ سب سے major ایک جو investment ہو رہی ہے وہ پانی کے شعبے میں ہو رہی ہے۔ وہ بھی جناب! زرعی شعبے کے لئے جا رہا ہے۔ lining of water course, lining of canals, repair of barrages وغیرہ ۔ تو جب پانی کسان کو ملے گا تو پھر اس کی productivity بڑھے گی اور وہ آگے بڑھے گا۔

اب Industry پر آ جائیں ۔ Industrial growth large scale manufacturing کی 17% ہوئی ہے اور overall کوئی 13% ہوئی ہے۔ یہ پاکستان کے لئے ایک record ہے۔ کافی لوگوں نے یہ کہا کہ جو growth ہو رہی ہے وہ ایسی چیزوں میں ہو رہی ہے کہ جو امیر لوگ

استعمال کرتے ہیں، مثلاً ایک مثال میں چیئرمین صاحب دیتا ہوں آپ کی اجازت سے Airconditioners پر۔ Airconditioners پر 50-60% growth ہوئی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو امیر لوگ لے رہے ہیں، بالکل، لیکن میں نے بلوچستان میں Airconditioning factory کا افتتاح کیا، ایک نجی کمپنی تھی۔ چار سے پانچ سو تک وہاں مزدور کام کر رہے تھے، وہ اتنے خوش تھے کہ جی ہمارے علاقے میں---- یہ حب سے آگے جا کے ایک جگہ ہے وہاں یہ factory تھی، foreign investment بھی ہے، local بھی ہے، اس کے علاوہ جب وہ airconditioners بنتے ہیں، جب ان کا material port پر آتا ہے تو جو Truck میں لے کر جاتا ہے، وہ بھی خوش ہو رہا ہے کہ اس کو روزگار مل گیا ہے۔ جب وہ بن جاتے ہیں وہ واپس مارکٹ میں جاتے ہیں، مارکیٹ میں دکان میں salesmen وہ بھی غریب لوگ ہیں اور وہ اس سے کمائی کر رہے ہیں۔ پھر جب airconditioner install ہوتا ہے، وہ بھی جا کر کوئی لگاتا ہے۔ پھر maintain ہوتا ہے وہ بھی کوئی جا کر مستری لگاتا ہے۔ اسی طرح economic activity پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح معیشت میں جان آتی ہے۔ اسی طرح لوگوں کو روزگار کے مواقع ملتے ہیں۔ مثال دینے کا مقصد یہ تھا کہ کافی چیزیں ایسی ہیں، manufacturing sector میں جو بڑھ رہی ہیں اور اس کا trickle down اور ultimate effect بہت positive ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ service sector میں جناب چیئرمین ! construction sector میں اس سال جو تیزی ہوئی ہے وہ ایک record ہے۔ اس کو آپ double, triple check کر سکتے ہیں۔ بجلی کی consumption 8 سے 10 فیصد بڑھ گئی ہے۔ گیس کی consumption کوئی 20 فیصد بڑھ گئی ہے اور construction سے جناب چیئرمین، چوکیدار سے لے کے انجینئر تک مستری، labour ہر قسم کے لوگوں کو روزگار کے مواقع ملتے ہیں اور 40 industries کا material جاتا ہے construction کے لئے۔ یہ سب سے زیادہ روزگار پیدا کرنے کا ایک موقع ہے، construction اس service sector کو ہم encourage کر رہے ہیں، اس سے آپ کو growth مل رہی ہے-----

(اس موقع پر اذان کی آواز سنائی دی)

Mr . Acting Chairman: The House is adjourned for Maghrib prayers and we will meet again at 7.50 p.m this evening sharp.

(The House was then adjourned to assemble after Maghrib prayers.)

(اجلاس نماز مغرب کے وقفہ کے بعد دوبارہ شروع ہوا)

جناب قائم مقام چیئرمین، جی شوکت عزیز صاحب، you have the floor.

Mr . Shaukat Aziz(Finance Minister): Mr . Chairman , sir , thank you for allowing me to continue . Mr . Chairman! There were four other initiatives in the Budget which listening to the discussion and reading notes from my staff , who has been attending the comments of the honourable Senators . They did not get the focus which I thought that they deserved , I will , with your permission , just mention them very briefly . First of all , one has said before Pakistan has skills gap , we have people which perhaps not the right skills and we have jobs with not perhaps right people . If you look at the ready made garments industry in Karachi , lot of labour from Bangladesh is being used , if you look at the fisheries industry in Karachi , lot of foreign labour has been employed , this skills gap which exists Mr . Chairman , is because we have not focused enough on training . In this Budget , we have created a National Vocational and Technical Training Authority which will be headed by somebody from the private sector so that we can come up with training programmes which reflect needs of the market place . Mr . Chairman! for example , there are about 50

hotels going to be built in Dubai, Doha and Abu Dhabi in the next two years. Why cannot we train hotels' staff, give them proper certificates and send them to the Middle East, when hotels have been built in Pakistan, why cannot we train them?

اس طرح ہر شعبے میں skills required ہیں but اس پر ہم کام نہیں کرتے۔ ایک تو یہ authority بنائی ہے۔

But more importantly we have allowed creation of vocational training institutes in the private sector and these have been given the incentive of totally tax free operation.

جیسے IT کے schools ہیں جو اب ہر شہر میں کھل گئے ہیں، ہماری کوشش اور خواہش یہی ہے کہ vocational training institutes بھی پورے ملک میں کھلیں، private sector ان کو run کرے، ان کی National Authority سے accreditation ہو جائے تاکہ jobs کے لئے skills create ہوں کیونکہ اگر ہمارے پاس normal middle class, matric pass لوگ آتے ہیں اور ان کے پاس skills نہیں ہیں تو آپ کتنے چوکیدار اور فراش رکھیں گے۔ اگر ان کو کوئی skill سکھا دیں، ان کی تنخواہ بھی بڑھ جائے گی اور future بھی secure ہو جائے گا۔ اس پر بڑا initiative ہے جس سے جو ہمارا job creation کا بہت بڑا challenge ہے یعنی روزگار کے مواقع پیدا کرنے کا، اس سے یہ پورا ہو۔

دوسرا initiative تھا جس کا زیادہ ذکر نہیں ہوا، ہم نے اس کا بجٹ میں ذکر کیا ہے، rural development initiative یعنی دیہی علاقوں میں جہاں ہماری زیادہ آبادی بھی رہتی ہے اور نسبتاً شہری علاقوں سے غربت بھی زیادہ ہے۔ ہم نے وہاں پر rural economy کو بڑھانا ہے اور لوگوں کی جو earning capacity ہے، اس کو diversify کرنا ہے تو اس میں جو programme ہے، اس میں infrastructure improvement through community mobilization already کافی جگہ پر ہو رہا ہے، ہم اس کو بہت expand کریں گے۔ پاکستان poverty alleviation fund کے ذریعے ہمیں کافی پیسہ، وسائل مل گئے ہیں، ہم اس میں گاؤں

گاؤں جا کر جو selected گاؤں ہیں، ان میں نالیاں بنانا، drainage, water supply, sanitation گلیاں پکی کرنا تاکہ village کا جو، جناب چیئرمین! جہاں جہاں یہ ہوا ہے، وہاں بچوں کی بیماریاں کم ہو گئی ہیں کیونکہ پانی اور sanitations اس کے نہ ملنے سے بیماریاں ہوتی ہیں اور ملنے سے نسبتاً کم ہو جاتی ہیں تو اس پر بہت بڑا initiative ہے جس میں through macro credit income generation بھی ہے جس میں یہ basic facilities بھی ہیں اور rural development اور rural income generation اس سے urbanization بھی کم ہو گی۔ کیونکہ اگر basic facilities گاؤں میں ہیں تو پھر لوگ unnecessarily migrate بھی نہیں کریں گے اور family کا set up برقرار رہے گا۔

جناب چیئرمین! جو تیسرا initiative ہے، وہ cottage industry کا initiative ہے in rural and urban areas اس میں SMEDA کی مدد سے اور Micro Credit bank کی مدد سے اور یہ خاص طور پر خواتین کے لئے ہو گا but دوسروں کے لئے بھی ہو گا کہ کوئی ایسا ہنر ہر محلے میں یا ہر گاؤں میں ہو جس سے کوئی cottage industry کی production ہو پھر جس کی SMEDA مدد کرے گی کہ کیا چیز بنانی ہے، کیا نہیں اور اس کو بیچنے میں آسانی پیدا کرے گی۔ اس سے بھی جو ہمارے غریب غرباء ہیں، ان کو اپنی آمدنی کو بڑھانے کا موقع ملے گا تو یہ cottage industry initiative ہے۔

آخری چیز جو میری نظر میں بہت اہم ہے in the special initiatives and new initiatives وہ ہے، urban renewal جناب چیئرمین! ہمارے پاکستان میں دو mega cities ہیں، کراچی اور لاہور جن کی جو آبادی ہے، وہ 5 million سے بھی زیادہ ہے۔ World Bank and ADBP کے تعاون سے ہم ان دونوں شہروں کے پانی drainage, master planning, housing, transportation کا ایک جامع پروگرام بنائیں گے جس کو انہوں نے fund کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے، اس سے ایک تو یہ کہ بہت jobs create ہوں گی، دوسرا یہ کہ جیسے جیسے آپ کی growth بڑھ رہی ہے اور یہ 6% سے بڑھ گئی ہے تو infrastructure in the cities are very important اس کو فروغ ملے گا اور یہ بھی ایک بہت بڑا initiative ہے۔

ایک آخری initiative جس کا کہ میں ذکر کرنا چاہتا تھا وہ Pakistan Savings کا

ہے' National Saving Centres کو ہم convert کر کے ایک کارپوریشن میں Pakistan Savings بنا رہے ہیں ' اس کی branches میں بھی اضافہ ہو گا' service quality میں بھی اضافہ ہوگا اور اس کو professional lines پر چلایا جائے گا' یہ mutual funds کا بھی کاروبار کریں گے اور باقی جو ان کے products ہیں ' Saving Accounts ہیں' بہبود certificates ہیں' Defence Saving ہے یہ سب کریں گے۔ اس سب سے service بھی بہتر ہو گی اور روزگار کے مواقع بھی ملیں گے۔

میں آخر میں ایک اور شعبہ پر comment کرنا چاہوں گا وہ ہے Defence Expenditure ' اس کا کافی ذکر ہوا ہے۔ جناب چیئرمین ! کسی بھی ملک کے لئے اپنی sovereignty maintain کرنے کے لئے credible defence is critical for its survival. ہمیں defensive capability بھی چاہیے تاکہ ہمیں کوئی بری نظر سے نہ دیکھ سکے یا کوئی threat نہ کر سکے۔ ہمیں economic sovereignty بھی چاہیے کیونکہ اگر economic sovereignty ہو اور defence بھی strong ہو تو پھرہمیں کوئی threat نہیں کر سکتا تو defence expenditure میں جو 7% اضافہ ہوا ہے وہ اسی کی عکاسی کرتا ہے اور ملک کی defence کے لئے جو بھی وسائل چاہیے ہوں گے وہ ہم مہیا کریں گے' اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی اور جو 7% اضافہ ہوا ہے as a percentage of GDP اس سے defence expenditure gradually کم ہو رہا ہے۔ اگر میں آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ 14 سال پہلے 1991ء میں GDP defence expenditure 6.3% کا ہوتا تھا' 5 سال پہلے 1999ء کے قریب GDP defence expenditure 4.9% تھا وہ کم ہوا اور اس سال بجٹ میں GDP 3.9% رکھا گیا ہے۔ اس میں کافی کمی آ رہی ہے in percentage terms and absolute terms یہ 7% بڑھے گا لیکن ہماری نظر میں جو بھی وسائل defence کو چاہئیں for credible defence انشاء اللہ ہم اس کو provide کریں گے۔

جناب چیئرمین ! یہ سب باتیں کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک اور چیز میں آپ کی خدمت میں پیش کروں وہ ہیں challenges ۔ ہماری معیشت میں ماشاء اللہ کافی بہتری آئی ہے۔ بجٹ کے reactions سب Senators نے دے دیئے ہیں۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ challenges

کیا ہیں کیونکہ challenges پر کام کرنا بھی بہت ضروری ہے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ جس ترقیاتی پروگرام کا بجٹ ہم لائیں ہیں اس سے روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے' job creations ۔ دوسرا یہ ہے کہ ہم نے اپنی implementation کی ability کو improve کرنا ہے' اگر ہم پیسے allocate بھی کر دیں اور implementation ٹھیک نہ ہو تو پھر کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ یہ major challenges ہیں جس پر کام کرنا ہے۔ تیسرا اسی سے linked ہے' governance کی quality جس پر گورنمنٹ کا پورا سسٹم' Judicial system, support mechanism ہے اس کو ہم نے بہتر کرنا ہے۔ہم نے growth کو ensure کرنا ہے کیونکہ پاکستان میں جب تک 6 plus percent growth نہیں ہو گی غربت کم نہیں ہوسکتی۔ اسی لئے اس سال جو results آئے ہیں اس سے ہم encourage ہوئے ہیں' انشاء اللہ ہمیں آگے چلنا ہو گا۔

ایک اور جو challenge ہے وہ ہمارے image کا ہے' جو لوگ یہاں نہیں آتے اور جب وہ باہر اخبارات پڑھتے ہیں تو عجیب عجیب خیالات انہیں آتے ہیں تو اس لئے ہمیں باہر اپنی image management بہت بہتر کرنی ہو گی۔ آخر میں یہ کہ law and order is a big concern. آپ کے سامنے discussions ہوئی ہیں' یہ بھی economy and investment climate کو affect کرتی ہے' اس پر بھی ہم نے کام کرنا ہے۔

جناب چیئرمین ! جیسے میں نے budget speech میں کہا تھا کہ Pakistan is at the cross roads and at a defining moment, this is the time جب حزب اختلاف اور حکومت سب مل کر bipartisan طریقے سے national economic policy کو آگے لے جائیں اور مل جل کر کام کریں کیونکہ پاکستان میں کسی قسم کی کمی نہیں ہے۔ what we need is unity, what we need is a bipartisan approach to get the economy to its true potential. اور مجھے امید ہے کہ جیسے سارے ممبران نے اپنی تقاریر میں بھی بڑا balance view پیش کیا ہے' اس کو ہم آگے لے جائیں گے' اسے ہم معیشت کو بہتر کرنے کے لئے استعمال کریں اور جتنی suggestions آئی ہیں we will take them very seriously and we will look at them, I have to study them in detail اور انشاء اللہ

مجھے امید ہے کہ اس سے بجٹ کے نظام میں بہتری آئے گی۔
جب بجٹ کے نظام میں بہتری آئے گی تو معیشت میں بہتری آئے گی ، جب معیشت میں بہتر
آئے گی تو پاکستان مستحکم ہو گا۔ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

STATEMENT BY LEADER OF THE HOUSE

Mr. Acting Chairman: Thank you very much Mr. Shaukat Aziz for a very elucidating speech. Leader of the House Mr Wasim Sajjad.

Senator Wasim Sajjad (Leader of the house): Sir, I just want to say a few words to close this very learned, interesting and very instructive debate on the budget proposals of the Government for the year 2004-2005. Before I say anything else, I would like to compliment you sir for the patience which you have shown, the wisdom that you have shown and the skill that you have shown in managing this debate. There are certain Members who have resented, the fact that you had imposed time limitations but sir, I would say that it was done in the collective interest of the House because if you had not done that many of us would have felt deprived and would not have been able to say what we wanted to say in this debate. As a result of the manner in which you have managed this debate, I think, everybody has said what he wanted to say and there is nobody who has felt deprived or feel that he has been ignored or singled out in this very discussion which has taken place.

I would also like to thank the honourable Members of the Senate from both sides of the House, for making very interesting comments for highlighting the hidden portions of budget, I think singling out matters

which needed attention and equally I would say the Members of the Treasury Benches have been able to effectively answer all the queries, questions which were raised by the honourable Members of the other side.

I would also like to compliment the members of the Senate Finance Committee, in a very short time of about 3 to 4 days, I think they have done a commendable job, it was a heavy burden to carry to comprehend the numerous or hundreds suggestions which were given by the honourable Members to tabulate them, to formulate them and to present them in the form in which it has come before this House today. I think, they need to be complimented not only the Members of the Senate Finance Committee but also the staff which has been helping them, the officials which have helped the committee with the result. I am grateful to the honourable Chairman of the Committee Senator Ahmad Ali and all the Members for having worked so hard in making our task so much easier.

Sir, I don't think I need to answer the questions which have been raised because they have been answered very comprehensively not only by the Finance Minister but also by all the honourable Members on this side of the House. I think there is no point which was raised and which was not touched or not answered by this side. I just want to make a few conceptual observations.

I want to say sir that what we have seen in this budget, the manner in which it has been presented, the visionary budget I would say, the growth oriented budget, the budget which looks to the future of the

country, It would not have been possible but for the efforts put in over the last 4 to 5 years in this direction. It is the consistency of policy over the last few years and we have seen that several important steps have been taken with the result that we are able to achieve what we have done today. In the last 3 to 4 years, as you know sir, the whiteness schemes have been abolished, no longer can people convert black money into white by dubious means. The tax administration has been streamlined, number of taxes have been reduced and gradually the excise duty will be abolished in due course of time and replaced by what is called the tax of future which is sales tax. Revenues have increased today sir 900 billion budget There was a survey carried out with the result that we have added 2 and a half lac more people into the tax net. The number of sales tax payers have increased and it is because of this that the Finance Minister has been able to make these generous appropriations towards the development fund, to increase the salaries, otherwise it would not have been possible. So, therefore, what is the lesson. the lesson that we should learn that consistency in policy, clear direction, firmness of resolve and we will certainly achieve our objective.

I must say this sir that by and large there is consensus on the economic objectives of any government, we have all supported privatization, we all support industrial growth because we see this is the area by which we can create jobs. We all support agriculture because that is the backbone of the country. We realize that 70% of the people live in the rural areas and they are dependent on agriculture. I want to make

comment on my learned colleague Mr. Ishaq Dar, he said that 6.4% growth is not being evenly distributed, it is not possible sir. It is not money that you distribute to each individual and give him 6.4% of the GDP but you create avenues, you create opportunties. For example, in the agriculture you know it is a backbone, if we strengthen agriculture sector, we will create more jobs, and that will create prosperity. So what do you do? You bring more area under agriculture. You give facilities by giving them better seeds. You bring agro industries into the agriculture areas. You give them more water. You give them all the facilities that they need and the economic growth will take off by itself. This is how you bring prosperity and in the budget you have seen that so many measures have been taken by which agriculture machinery will be cheaper. There are more incentives for the people.

Similarly sir, in the field of industry, government cannot alone provide jobs to millions of people in the country like Pakistan, 150 million population and growth rate about 2.1/2%. It is not possible for the government to provide jobs and it would be unrealistic for anybody to expect the government to provide jobs. It is not possible sir, how do you do it? You provide opportunities for industrialists. If industry will grow, jobs will grow and as the Finance Minister gave a very good example of the airconditioners and this could be extended to so many things whether it is the auto car industry, whether it is airconditioners, whether it is TVs whatever you want to make. Once the industrial activity proceeds and it is duty of the government to provide all opportunities, all facilities for

industry. I think, we should move away from expecting the government to provide jobs. In fact President Regon who was very successful President rightly said that the less government is a better government. We need to promote private sector. We need to promote industry. We need to promote agriculture and as a result of this consistency of policies we have seen growth in exports. Today we have exports of 12.1/2 billion and they are likely to go up. There have been increase in imports also, which has increased the trade gap but sir, it means that the industry is being vitalized. Industry is being invigorated with energy now and we are at a stage where we can have benefit of consistency of policy.

I must compliment my learned colleague Mr. Shaukat Aziz who has been incharge with the driving seat of economy of Pakistan for the last few years and he needs to be complimented on steering the ship of the economy on to the right path. Sir, what I would like to say is that there is consensus on many issues. There have been many constructive suggestions. We are grateful to all the colleagues who have done this but the lesson we have to learn is we must move forward, our direction should be clear. Our objective should be clear and we should not be deviated by little difference of opinion here or difference of opinion there. I think we need to move ahead in the way in which we have done over the last four years and I think the government, the President all need to be complimented on putting themselves towards this task of improving the luck of the people of Pakistan by improving the economy of the country.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Now, we come to item No. 3, stands in the name of Mr. Ahmed Ali, please move the motion.

PRESENTATION OF REPORT OF COMMITTEE ON RECOMMENDATIONS TO THE FINANCE BILL, 2004 AND ANNUAL BUDGET STATEMENT.

Senator Ahmed Ali: Mr. Chairman, I beg to present the report of the Committee on the proposals for making recommendations to the Finance Bill, 2004 and Annual Budget Statement, referred to it by the House on 15th June, 2004.

جناب قائم مقام چیئرمین، ذرا اپنے mike کو ٹھیک کر لیں۔ Can we have some order please?

Senator Ahmed Ali: Mr. Chairman, I beg to present the report of the Committee on the proposals for making recommendations to the Finance Bill, 2004 and Annual Budget Statement, referred to it by the House on 15th June, 2004.

Mr. Acting Chairman: The report stands presented. I-n No. 4, also stands in the name of Mr. Ahmed Ali, please move the item.

Senator Ahmed Ali: I beg to move that the Senate may consider report of the Committee, finalize its recommendations on the Finance Bill, 2004, and the Annual Budget Sta ement, in terms of Article 73 of the Constitution.

I seek your permission to move another motion. I beg to move that

the following recommendations proposed by the Standing Committee on Finance and Revenue on the Finance Bill 2004, and the Annual Budget Statement may be approved by the Senate and these recommendations may be made to National Assembly in terms of Article 73 of the Constitution.

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ پڑھیں گے ناں سب۔ آپ پورا پڑھیں

Senator Ahmed Ali: No. 1: Limit of the taxable income may be raised from Rs.80000/- to Rs.120000/- allowing a minimum of Rs.10,000/- a monthly tax free income to individuals.

Mr. Acting Chairman: Ahmed Ali, you have to get your act together.

Senator Ahmed Ali: O.K. sir. No. 2: Pay and Pension committee may consider a raise of 20% for BS-1 to 16 and 12.5% for BS 17 and above. Is this right? There is some confusion.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی فرمایئے' فرمایئے۔ Please continue.

Senator Ahmed Ali: In clause 2, sub clause (4)(2) the word "may" occurring in line 1 be deleted and after the word "person" and before the word "appoint" occurring in line 2 the word "shall" be inserted and in line 3 the word "one or" be deleted.

2. In clause 2 sub clause (4) (5) the words "or forum" appearing in line 6 be deleted and for the words "form or" occurring in line 2 of the proviso the word "authority" be substituted.

اب ٹھیک ہے جناب۔

Mr. Acting Chairman: You are doing all right.

Senator Ahmed Ali: In clause 3(1)(2) for the words "this Act" occurring in line 2 the words "sub clause (1)" be substituted.

4. In clause 3(2), (c) for the words "and section 32 of this Act" the words "or goods brought or sent in contravention of the provisions of section 32" be substituted.

5. In clause 3 sub clause (5) occurring for the second time at page 14 be read as sub clause (6).

6. In clause 3 sub clause (6) the words "in relation to offences" be deleted.

7. In clause 3 in sub clause (6) (3) for the words "charged" occurring in line 3 the words "chargeable" be substituted.

8. In clause 3 sub clause (20) (2) the words "one or" occurring in line 3 be deleted.

9. In clause 3 sub clause (20)(5) for the words "[illegible] forum" occurring in line 5 the words "tribunal or court" shall be substituted and in proviso for the words "forum or" occurring in line 2 the word "authority" shall be substituted.

10. In clause 4 sub clause (1) (3) before the word "member" occurring in line 2 the word "concerned" be inserted.

11. In clause 5 sub clause (32) the proposed insertion of section 51-A in the Sales Tax Act, 1990 be deleted.

12. In clause 6 sub clause (39) (a) (VI) for the word "five"

appearing in line 11 the word "ten" be substituted.

13. The Senate recommends that Section 40-A of the Sales Tax Act, 1990 which permits search without warrant be deleted.

GENERAL RECOMMENDATIONS

14. Limit of Taxable income may be raised from Rupees 80, 000/- to Rupees 120,000/- allowing a minimum of Rupees 10,000/- monthly tax free income to individuals.

15: The pay and pension committee may consider an increase of 20% for BS 1 to 16 and 12.5% for BS 17 and above.

16. The Senate recommends that the duty on parts of the Computer should be 0% while on the finished products the duty should be 5%.

17. The Senate recommends that the Pay and Pension Committee should look into the proposal of giving ad-hoc dearness allowance for government servants who retired prior to 1994 and those who retired after 1994 at the rate of 25% and 15% respectively.

18. The Senate recommends that the price reduction of DAP fertilizer should also be extended to all kinds of fertilizers so as to benefit the farmers.

19. The Senate recommends that CBR should remove the anomaly in duty and Tax pertaining to cosmetics.

20. The Senate recommends that in view of the fact that provinces areburdened with loans, the Committee of the Finance Ministry

looking into this matter may tie the interest rate paid by the provinces to the weighted average interest rate. Accordingly relief be given to provinces with provision to liquidate their loans from other sources.

21. The Senate recommends that in future GST at 15% should be rationalized at 12% by broad basing this tax.

22. The Senate noted the increase in the budget for education sector, however, it is recommended that in future the allocation for this sector should at least be 2% of the GDP.

23. The Senate recommends that the Parliament should be taken into confidence about foreign loans and its mechanism be presented to the Finance Committee of both the Houses.

24. The Senate recommends that austerity measures should be adopted in respect of Government advertisements depicting their achievements to save valuable funds.

25. The Senate recommends that amount allocated for PSDP should be disbursed at least on quarterly basis, if required for the project.

26. The Senate recommends that Sales Tax or any other tax levied on motorcycles should be abolished.

27. The Senate recommends that Sales Tax or any other tax levied on bicycles should be abolished.

28. The Senate recommends that the rate of interest on agriculture loans which are timely paid should be reduced to 8% in general and 7% who make prompt repayment.

29. The Senate recommends that exemption from customs

duty should be extended to the import of diagnostic kits specially for Hepatitis B,C and HIV.

30. It has been represented that as the National Finance Commission's 6th Award has not yet been announced and Balochistan Government is under debt of Rs. 4 billion of State Bank of Pakistan, and new budget has increased salaries of government employees and the provincial government is facing difficulties under the NFC's 5th Award, the Senate, therefore, recommends that this matter be decided by the NFC judiciously.

31. The Senate recommends that budget making process should be thoroughly reviewed to ensure greater and effective participation in it of both the Houses of Parliament.

32. The Senate recommends that the proposed budgetary allocation of Rs. 652 million should be for Foreign Faculty Hiring including Pakistani faculty working abroad. Thank you sir.

Mr. Acting Chairman: These are unanimous recommendations by the Finance Committee of the Senate. And by agreement there would be five speakers who should broadly cover these recommendtions for the benefit of the House. But please make it short and the five speakers are Mr. Anwar Bhinder, Prof. Khurshid Sahib, Mr. Ishaq Dar, Dr. Safdar Abbasi Sahib and Akbar Khawaja Sahib. Bhinder Sahib you have the floor.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب چیئرمین ! میں بحیثیت ممبر Finance

Committee یہ ایوان کے record میں لانا چاہتا ہوں کہ اس کمیٹی نے جس قدر محنت کے ساتھ، جس قدر خلوص کے ساتھ اور جس قدر تعاون کے ساتھ کام کیا اور یہ تجاویز آپ کے سامنے پیش کی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ میں ان تمام رفقاء کا اور ان تمام participants کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پورے تعاون کے ساتھ یہ تجاویز پیش کرنے میں کمیٹی کی پوری امداد کی۔

جناب والا! ہمیں یہ بھی خوشی ہے کہ اس کمیٹی میں بڑے بڑے لائق اور بڑے تجربہ کار افراد موجود تھے۔ پروفیسر خورشید صاحب موجود تھے، اسحاق ڈار صاحب موجود تھے، خواجہ صاحب موجود تھے اور ادھر سے دادا بھائی تھے ۔ ہمارے احمد علی صاحب تھے۔ سارے طبقے تھے اس میں industrialist بھی تھے۔ہماری ممبر پری گل صاحبہ تھیں اور نثار میمن صاحب تھے۔میں جناب والا! کس کس کا نام لوں اور کس کس کی تعریف کروں۔ ہر ایک نے نہات ہی اعلیٰ پیمانے پر اور اعلی طریق سے نمائندگی کی اور جناب میں صرف ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک Constitutional provision ہے کہ آپ نے سات دن میں اس کی recommendations بھیجنی ہیں لیکن وزیر خزانہ تشریف رکھتے ہیں میں ان کی وساطت سے یہ عرض ضرورکرنا چاہتا ہوں کہ یہ وقت بہت قلیل ہے اور اگر دیکھا جائے تو اتنی بڑی وسیع حجم کی کتابیں یا جو پورا بجٹ اگر دیا جائے اور اس میں کہا جائے کہ دو دن میں آپ اس کی رپورٹ پیش کریں تو یقین جانیئے کہ ہم نے چار sessions کئے اور پھر اس کی رپورٹ مرتب کرنے کے لئے ہمیں راتیں بھی جاگنا پڑیں لیکن ہم چاہتے یہ تھے کہ جو شیڈول آپ نے، سینیٹ نے، ہمیں دیا ہے ہم اس شیڈول میں رہتے ہوئے وقت پر اپنی رپورٹ بھی پیش کریں اور اپنی تجاویز بھی پیش کریں اور motions بھی پیش کریں۔ اور الحمدللہ جو target آپ نے یا سینیٹ نے ہمیں دیا تھا ہم نے اس target کے مطابق اپنی تمام تجاویز پیش کر دی ہیں۔

جناب والا! اس موقع پر میں فاضل وزیر خزانہ کو یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ہماری امداد ان کے Finance Division نے کی ہے اور ان کے افسران نے کی ہے میں ان کو بھی داد دیئے بغیرنہیں رہ سکتا۔ جہاں بھی ہماری تجاویز آئی ہیں جناب والا ! ان کو بھی خاصا مشکل وقت face کرنا پڑا ہے، اس لیے کہ یہاں بڑے تجربہ کار سینیٹر صاحبان موجود تھے لیکن انہوں نے بھی نہایت محنت اورجانفشانی کے ساتھ اور بغیرکسی چیز کو اخفا کرنے کے

انہوں نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ ہم اس کے لیے ان کے شکر گزار ہیں۔

جناب والا! ہماری recommendations میں ہم نے کوشش یہ کی ہے کہ ہم ایک realistic اور بڑی واضح اور جامع تجاویز بجٹ کے متعلق پیش کر سکیں۔ گو ہمارے خیالات یا ہماری تجاویز اور بھی بہت سی ہو سکتی تھیں لیکن ہم نے اس بات کو مدنظر رکھا ہے کہ ہماری تجاویز اس دائرہ کار میں ہونی چاہئیں، ہماری تجاویز Finance Bill کی Legislative proposals کے متعلق ہونی چاہئیں، ہماری تجاویز ان امور کے متعلق ہونی چاہئیں جو annual budget statement میں ہے اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے اپنی تجاویز مرتب کی ہیں۔

جناب والا! آپ کو یہ معلوم ہے کہ یہاں تین مختلف جماعتوں کی طرف سے تجاویز دی گئی تھیں۔ ایک Treasury benches کی تجاویز تھیں، ایک ایم ایم اے نے تجاویز دی تھیں اور ایک Democratic Alliance نے اپنی تجاویز دی تھیں اور ان تمام تجاویز کو ہم نے indvidually ایک ایک کرکے ان کو examine کیا اور پھر یہ آسان کام نہیں ہے جناب کہ ایک تجویز جو اس Bill میں دی ہوئی ہے Finance Bill میں اس کو پچھلی ترمیم کے ساتھ ملا کے، پچھلی شق کے ساتھ ملا کے پڑھنا اور اس میں بہتری کی راہ نکال کے اس میں جدید ترمیم کو پیش کرنا، چنانچہ یہ تجاویز جب ہمارے پاس آ گئیں تو ہم نے ان تجاویز کا بغور مطالعہ کرکے اپنی رائے کے مطابق اور experts سے مشورہ کرنے کے بعد اپنی تجاویز مرتب کی ہیں۔

جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ ہم نے اس میں تجویز کی ہے کہ Income Tax کی چھوٹ کو ایک لاکھ سے بڑھا کر ایک لاکھ بیس ہزار روپے تک کر دیا جائے ۔ اس سلسلے میں مختلف تجاویز زیر بحث آئیں لیکن ہم نے اس شرح کو ایک لاکھ بیس ہزار روپے تک رکھنا مناسب سمجھا۔

جناب والا! میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جہاں پر بیٹھے ہوئے تھے، وہاں ہم بطور parties کے نہیں بیٹھے ہوئے تھے بلکہ ہم ایک پارٹی ہو کر اور ایک جواز کے لئے بیٹھے ہوئے تھے ۔ ایک مثبت سوچ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور سوچ یہ تھی کہ پاکستانیوں کے لئے کیا چیز مفید ہو سکتی ہے۔ اس سوچ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ تجاویز مرتب کی ہیں۔ اس زمانے میں جو شخص دس ہزار روپے ماہانہ کماتا ہے، اس کے لئے tax ادا کرنا، مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے یہ تجویز پیش کی ہے، کہ یہ شرح ایک لاکھ روپے سے بڑھا کر ایک لاکھ بیس ہزار

روپے کر دی جائی۔ جناب والا! ہم جو تجاویز دیتے ہیں، وہ عوام کے سہولت کی پیش نظر دیتے ہیں اور اپنی صوابدید کے مطابق دیتے ہیں لیکن ہماری تجاویز کو نیشنل اسمبلی یا وزیرخزانہ نے کس قدر پذیرائی بخشی ہے، وہ تو وقت ہی بتائے گا۔ تاہم ہم امید کرتے ہیں کہ وہ ایوان بالا کی تجاویز کو پورا پورا weight دیں گے اور انہیں منظور فرمائیں گے۔

جناب والا! اس میں یہ بھی تجویز پیش کی گئی ہے کہ تنخواہوں کے بڑھانے کا معاملہ Pay Committee ہی دیکھے گی۔ یہ درست ہے کہ تنخواہیں 65% بڑھائی گئی ہیں لیکن یہ کہا گیا کہ 35% بعد میں بڑھائی جائیں گی۔ تاہم اصل میں 15% تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں۔ ان کی یہ بات درست ہے کہ ایک سال میں 35% تنخواہیں نہیں بڑھائی جا سکتی ہیں۔ اس لئے ہم نے یہ مطالبہ Pay Committee پر چھوڑ دیا ہے۔ اس پر مزید اصرار نہیں کیا اور تجویز کیاہے کہ اُس معاملے کو Pay Committee دیکھے اور وہ خود اس پر کوئی فیصلہ کرے۔

جناب والا! مختلف تجاویز تھیں، ان میں سے کچھ legislative proposals تھیں اور کچھ general تھیں ۔ جو بھی تجاویز آئیں ہیں، ہم نے ان سب کو examine کیا ہے۔ Excise Act, 1969 کے متعلق ایک تجویز دی گئی تھی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت نے ایک نیا راستہ نکالا ہے کہ ثالثی کی جائے اور اس ثالثی کے نتیجے میں ایک کونسل بن جائے اور agreement ہو جائے۔ اس agreement کے مطابق جو بھی مسئلہ یا جھگڑا ہو، اسے resolve کر دیا جائے ۔ اس میں ایک یا دو الفاظ مبہم تھے، ان کے بارے میں ہم نے کہا ہے کہ اس میں دو، تین مزید آدمی ہونے چاہئیں۔ ان میں سے ایک آدمی Chartered Accountant ہو، دوسرا متعلقہ محکمہ سے ہو اورتیسرا tax payers سے ہو تاکہ جو وہ فیصلہ کریں، وہ قابل قبول ہو۔ جناب والا! مزید ہم نے اس میں یہ بھی desire کیا ہے کہ اگر وہ کوئی فیصلہ کریں تو یہ فیصلہ قابل قبول ہو۔ ایسا نہ ہو کہ پھر اس فیصلے کے بارے میں کہا جائے کہ یہ فیصلہ محکمہ کو قابل قبول نہیں ہے اور کئی سال اس کے متعلق appeals ہوتی رہیں جو کہ نہیں ہونی چاہییں۔

جناب والا! اس کے بعد ہم نے language کو improve کرنے کی کوشش کی ہے ۔ ہم نے کہا ہے کہ Forum ایک undefine چیز ہے Tribunals, Authorities or Courts, یہ واضح ادارے ہیں۔ اس لئے اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے Forum کے لفظ کو اس میں سے

ختم کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ کافی چھوٹی چھوٹی تجاویز ہیں جو قانون میں language and sections, ambiguity کو improve کرنے کے لئے دی ہیں یا mis-interpretations کو دور کرنے کے لئے دی ہیں۔ شاید ان کا تقابلی مقابلہ کرنا ایک عام آدمی کے بس میں نہ ہو لیکن ہم نے ان Statutes کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ ہم نے یہ تجویز کی ہے کہ تمام کھادوں پر، جیسے DAP پر facility دی گئی ہے، اسی طرح تمام کھادوں کے proportionate rates کو کم کیا جائے۔ جناب والا! agriculture economy کے متعلق آپ جانتے ہیں کہ agriculture economy کے بارے میں یہی سمجھا جا رہا ہے کہ یہ ایک منفع بخش کاروبار نہیں ہے۔ اگر یہاں inputs کی قیمتیں زیادہ ہوں گی تو پھر یہی حال ہوگا کہ ہمیں باہر سے گندم منگوانا پڑے گی۔ اس لئے ہم نے یہ تجویز کیا ہے کہ اگر آپ نے DAP کھاد کی قیمت کم کی ہے تو Urea کھاد اور دوسری کھادوں کی قیمتیں بھی کم کرنی چاہییں۔ ہم نے صوبوں کی شرح سود، جس پر وہ قرضہ لیتے ہیں، اس میں کمی کرنے کی سفارش بھی کی ہے۔ پھر جناب ہم نے تجویز کیا ہے کہ وہ جو زرعی قرضہ جات ہوتے ہیں جن پر prompt payment ہو جاتی ہے ان کو 8% کی بجائے 7% پر لایا جائے تاکہ ایگریکلچر loans کی شرح سود بھی improve ہو سکے، پھر ہم نے یہ تجویز کیا ہے جہاں Sales Tax Act کے تحت مختلف حضرات جاتے ہیں اور جا کر بغیر کسی وارنٹ کے ان کو اختیار دیا ہوا ہے وہ جا کر تلاشی لے لیں یا بغیر وارنٹ کے جانا اور داخل ہونا مناسب نہیں ہے۔

جناب والا! تعلیم کے سلسلے میں ہم نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ کم ازکم GDP کا 2% جو ہے وہ ہر سال تعلیم کے لیے مختص ہونا چاہیے۔ بیرونی قرضہ جات کے لیے ہم نے یہ تجویز کیا ہے کہ بیرونی قرضہ جات صرف ایک یا دو آدمیوں کی صوابدید پر نہیں ہونا چاہیے۔ اس میں پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیا جائے اور جب بھی آپ نے بیرونی قرضہ جات لینے ہوں کیونکہ بیرونی قرضہ جات کا incident صرف ایک سال کے لیے نہیں، دو سال کے لیے نہیں بلکہ آنے والی تمام نسلوں کے لیے بھی ہوتا ہے، اس لیے پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیکر پھر کوئی طریقہ وضع کیا جائے جس سے پارلیمنٹ کو بھی ان قرضوں کے معاملے میں consult کیا جائے۔ ہم نے سرکاری اشتہارات کی کفایت شعاری کے متعلق تجویز کیا ہے کہ ان میں کفایت شعاری سے کام لیا جائے

اس لیے کہ یہ public کی رقم ہے۔رقوم کی release کے لیے ہم نے سفارش کی ہے کہ یہ release آسان کی جائے اور ensure کیا جائے کہ جب بھی کوئی پراجیکٹ بنتا ہے یا کوئی رقم sanction ہوتی ہے تو اس کے لیے releases آسان کی جائیں اور ان کو cash flow کے ساتھ وابستہ نہ کیا جائے بلکہ ensure کرکے quarterly bases پر ان کے لیے رقوم دے دی جائیں۔سائیکلوں اور موٹر سائیکلوں پر بھی ہم نے کہا ہے کہ اس پر سیلز ٹیکس نہیں ہونا چاہیے۔تو ان حالات میں میں مختصر طور پر عرض کروں کہ یہ تجاویز ہیں جن کے متعلق ہم نے تجویز کیا ہے کہ یہ سفارشات نیشنل اسمبلی کو بھیجی جائیں اور ہم توقع کرتے ہیں اور اس ہاؤس سے اپیل کرتے ہیں کہ ان تمام تجاویز کو منظور کرتے ہوئے نیشنل اسمبلی کے پاس برائے منظوری بھیج دی جائیں۔بڑی مہربانی جناب

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ان متفقہ سفارشات پر مختصراً اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے تو یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اس سال سینیٹ نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے۔ جو روایت قائم کی ہے وہ اس لائق ہے، کہ اس کے اوپر غور کیا جائے اور اسے آئندہ کے لیے مزید strengthen or refine کیا جائے ۔ حکومت اور ہمارے درمیان بجٹ کے سلسلے میں بڑے بنیادی اور ہمہ گیر اختلافات رہے ہیں اور ان کا اظہار تین دن کی debate میں آپ کے تعاون سے ایوان اور قوم کے سامنے بھرپور انداز میں آ گیا لیکن آپ دیکھیئے کہ اس کے ساتھ ہی ایک کتنی روشن چیز آئی ہے کہ جہاں تک اس ملک کی معیشت، اس کے استحکام، اس کی سلامتی اور اس کی ترقی کے تقاضے ہیں، حکومت کے ارکان اور اپوزیشن کے ارکان سر جوڑ کر جو مشترک چیزیں ہیں ان پر تعاون کے لیے تیار ہیں اور جہاں اختلاف ہے وہاں اپنے اختلاف کو بھی بھرپور انداز میں بیان کرنے اور اپنے اپنے انداز میں خود کو آگے بڑھانے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی صحت مند روایت ہے، وزیر خزانہ نے بھی جس reconciliation کا اور قومی اتحاد کا اپنی تقریر کے اختتام پر ذکر کیا ہے، میرا خیال

ہے کہ یہ اس کی بڑی روشن مثال نہے ۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہمارے اختلافات ختم ہو گئے ۔ اس کے معنی یہ بھی نہیں ہیں کہ جو فلسفہ بجٹ کا وزیر خزانہ نے بیان کیا ہے یا معیشت پر اس نوعیت کا تخصص نہ رکھنے کے باوجود میرے بھائی وسیم سجاد نے اس کا اضافہ کیا ہے، ہمیں اس سے اتفاق ہے۔ دراصل بجٹ نئی economic policy کے دو ماڈل ہیں۔ ایک وہ ہے کہ جس کی بنیاد ہے trickle-down یعنی growth حاصل کرلو، سرمایہ داری جیسی سوچ ہے۔ پھر عام شہری کے لئے اس کے trickle-down effects ہوں گے جو انہیں خوشحالی پہنچائیں گے۔ لیکن ایک دوسرا ماڈل یہ ہے کہ growth کا وہ آہنگ حاصل کیجیئے جس میں دولت کی نامساویانہ تقسیم نہیں بلکہ شروع ہی سے بنیادی اہمیت روزگار کی ہو، مواقع کی creation پر ہو، grass roots پر ہو، زراعت پر ہو، چھوٹی صنعت پر ہو اور چھوٹی انڈسٹری پر ہو۔ یہ دو different ماڈل ہیں۔ Trickle-down policy آج نہیں ۴۰ سال پہلے شروع ہوئی تھی اور عملاً ناکام ہو گئی ہے۔ جو تھوڑا بہت ہم حاصل کر سکے ہیں سینیٹ کی مشترکہ تجاویز میں، ان میں آپ دیکھیں گے کہ ہم نے trickle-down کے فلسفے سے انکار کیا ہے اور ہماری ساری تجاویز کا trust یہ ہے کہ trickle-down کا انتظار نہ کریں بلکہ وہ راستہ اختیار کریں جس سے روزگار پیدا کرنے کے مواقع پیدا ہوسکیں۔ میں ایک مثال آپ کو دیتا ہوں۔ آپ کا پورا معاشیات کا جو ماڈل ہے اس کی بنیاد پر جو اربوں روپیہ آپ نے خرچ کیا ہے خاص طور پر آپ کا development budget جو 160 billion کا تھا، روزگار کتنا آپ نے پیدا کیا ہے؟ عملاً بے روزگاری میں ۲ فیصدی اضافہ ہوا ہے۔ یہ بھی صرف آپ کے اعداد و شمار کی بنیاد کے اوپر ورنہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اضافہ عملاً اس سے چار گنا زیادہ ہے۔ تو ہم نے ساری تجاویز آکر دی ہیں کہ جس سے trickle-down نہیں ہے بلکہ وہ ماڈل جس کی وجہ سے معیشت نیچے سے ابھر سکے، ساری efforts اس کے اوپر ہیں۔ میں بہت زیادہ باتیں اس پر نہیں کروں گا لیکن میں یہ آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ سینیٹ کے معزز ارکان نے ۲۱۰ تجاویز دی تھیں۔ جن میں سے ۸۸ کا تعلق treasury benches کے ارکان سے تھا۔ 85 MMA کی اور 37 Opposition کی باقی تمام جماعتوں کی ہیں۔ اس طرح کل 210 تجاویز آئی تھیں۔ ان میں سے ۳۲ تجاویز ایسی ہیں جن پر کہ ہم اتفاق رائے پیدا کر سکے۔ میں یہ بھی واضح کر دوں کہ اتفاق رائے کی صورت میں ہمیں سے ہر ایک کو کچھ نہ کچھ اپنے موقف سے

ہٹنا پڑا۔ مثلاً ہم چاہتے تھے کہ Tax کے لئے minimum حد ایک لاکھ پچاس ہزار ہو لیکن اتفاق رائے ہو سکا ایک لاکھ بیس ہزار پر۔ یہ ہمیشہ ہوتا ہے کہ جب بھی consensus کی کوشش کی جائے تو ہر ایک کو کچھ نہ کچھ give and take کرنا پڑتا ہے۔ اس کی صورتحال یہ ہے کہ ان آخری تجاویز کے اندر PPP کی طرف سے جو تجاویز آئی ہیں ان میں سے ۵ وہ ہیں جو مشترک تجاویز کے اندر آ گئی ہیں اور ۲ وہ ہیں جو صرف PPP کی طرف سے آئی تھیں اور وہ مشترک تجاویز کا حصہ بن گئیں۔ MMA کی صورت یہ ہے کہ ان کی جو تجاویز تھیں ان میں سے ۱۲ ایسی ہیں کہ جو give and take کے ذریعے مشترک تجاویز میں آئی ہیں اور ۵ ایسی ہیں جو صرف MMA نے پیش کی تھیں اور وہ بھی اس کے اندر آ گئیں۔ اسی طرح جہاں تک حکومت کا تعلق ہے تو حکومت کی پارٹی کی صورت یہ ہے کہ ان کی طرف سے آنے والی ۱۸ تجاویز ایسی تھیں کہ جو مشترک ہوئی ہیں لیکن ۷ ایسی ہیں جو exclusively حکومت کے سینیٹروں نے پیش کی تھیں اور وہ اس کا حصہ بنی ہیں۔ اسی طرح یہ ۳۲ تجاویز بنی ہیں۔

جناب والا! امیں توقع رکھتا ہوں کہ حکومت، وزیرخزانہ اور قومی اسمبلی ان تجاویز کو خاطرخواہ اہمیت دے گی۔ آپ یہ دیکھیں گے کہ ہم نے ان کو دو حصوں میں پیش کیا ہے۔ ایک حصہ وہ ہے کہ جس کا تعلق Finance Bill کی متعین دفعات سے ہے۔ یہ سینیٹ کا ایک contribution ہے کہ باوجود اس کے کہ Law department نے اس بل کی vetting کر دی تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہماری نگاہ میں اس میں ۳۰، ۳۲ موٹی موٹی خامیاں drafting کی، phraseology اور الفاظ کے انتخاب کی ہیں، وقت کم تھا اس لئے ہم سب کا حق ادا نہیں کر سکے۔ 9, 8 کو درست کرنے کی کوشش کی ہے لیکن چار پانچ چیزیں ایسی ہیں جو substantive ہیں، میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ کے سامنے آئیں۔ اس Bill میں بیک وقت ایک طرف جو اصول دیا گیا تھا کہ warrant کے بغیر search نہیں کی جا سکتی اور اس کے معاً بعد یہ موجود تھا کہ warrant کے بغیر بھی search کی جا سکتی ہے۔ استعداد کو انہوں نے محسوس نہیں کیا، ہم نے warrant کے بغیر search کو نکالا ہے تاکہ جو بھی search ہو، وہ warrant کی بنیاد پر ہو اور اس طرح قانون کی حکمرانی قائم ہو سکے۔ اس میں جو reconciliation کا process بنایا گیا ہے یہ میری نگاہ میں اچھا process ہے، ایک improvement ہے لیکن اس میں بڑے

موٹے موٹے سقم تھے اور خاص طور پر اس میں جو weariness تھی اور یہ چیز بھی تھی کہ اس کے فیصلے آیا recommendatory ہوں گے تو ہم نے یہ دونوں چیزیں تجویز کی ہیں اور اس ادارے کو اس کی اصل شکل دینے کی کوشش کی ہے۔ اگر اس پر ٹھیک ٹھیک عمل کیا جائے تو ملک میں litigation appeals نمایاں طور پر کم ہو سکیں گی۔

جناب والا! ہماری تجاویز میں ایک پہلو بہت اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ ابھی وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں vocational and technical education authority کا بھی ذکر کیا ہے۔ نئے ادارے جو اس مالی سال سے اس کام کے لئے قائم ہوئے ہیں، ان کے لئے tax exemption میں صرف پانچ سال رکھے گئے ہیں، ہم نے اس کو بڑھا کر دس سال کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس سے اس میدان میں ایک موثر incentive create ہو جائے گا۔ دوسرے الفاظ میں خود قانون میں بھی ہم نے جو تبدیلیاں تجویز کی ہیں، وہ بڑی substantive تجاویز ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اس کے نتیجے کے طور پر جو بجٹ میں اچھے initiative لئے گئے تھے، وہ زیادہ کامیاب اور موثر بن سکیں گے۔

جناب والا! میں ایک جملہ اس پر بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو 120,000 کی حد ہم نے recommend کی ہے، اس کے نتیجے کے طور پر تقریباً 120,000 tax payers ہیں، bottom میں جس سے relief پہنچے گا، یہ ایک بڑی substantial تعداد ہے جبکہ حکومت کے لئے اس طرح جو مالی قیمت ہے، وہ صرف 2 billion بنتی ہے جو اس پورے نظام میں immaterial ہے۔ آج یہ دیکھیں کہ گو ہم تنخواہوں کے معاملے میں کوئی تبدیلی تو تجویز نہیں کر سکے ہیں لیکن ہم نے ایک concept دیا ہے اور وہ concept یہ ہے کہ Pay and Pension Commission اس معاملے پر جو بھی report تیار کرے، اس میں اس بات کو ملحوظ رکھے کہ grade-16 تک کے جو ملازمین ہیں، انہیں زیادہ relief ملنا چاہیئے، ان کی تنخواہ میں زیادہ اضافہ ہونا چاہیئے اور 17 اور اس سے اوپر جو ہیں، انہیں بھی ضرور relief دیجئے لیکن relatively کم ہو تاکہ دونوں کے درمیان جو دولت کی اور income میں تقسیم میں عدم مساوات ہیں، وہ کم ہوں، یہ بڑا بنیادی اصول ہے۔ اسی طرح pension کے بارے میں ہم نے جو یہ اصول دیا ہے کہ جو آپ کی تفریق ہے کہ 94 سے پہلے اور 94 کے بعد یہ irrational ہے، اس کو درست کرنے کا واحد

طریقہ یہ ہے کہ جو ناانصافی 94 سے پہلے کے pensioners پر ہے' اس کی تلافی کی کوئی تو قیمت ادا کی جائے۔ آپ یہ دیکھیں گے کہ عوام کو relief پہنچانے کے لئے Senate نے جو تجاویز دی ہیں یہ بڑی constructive بڑی مثبت اور realizeable ہیں۔

جناب والا! دوسرا نکتہ جس کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا' وہ یہ ہے کہ ہماری ساری توجہ یہ رہی ہے کہ زراعت کے لئے opportunities, امکانات کو' سہولتوں کو بڑھایا جائے' یہ بہت ہی irrational discrimination تھی کہ fertilizer کی ایک شکل GST پر آپ نے concession دے دی ہے اور باقی تمام شکلوں پر نہیں دیا ہے۔ ہم نے تجویز کیا ہے کہ مساوی سب پر concession دی جائے۔ اسی طریقے سے ہماری نگاہ میں اب بھی جس شرح سود پر agriculture قرضے دیئے جا رہے ہیں' خاص طور پر سرکاری نیم سرکاری ادارے exploitative ہیں' وہ irrational ہے لیکن حکومت کی مشکلات کو ملحوظ رکھتے ہوئے' ہم نے صرف اتنا کیا ہے کہ جو آپ 9 فیصدی کر رہے ہیں' اسے 8 کر دیجئے اور جو آپ نے 8 رکھا ہے' اسے 7 کر دیجئے تاکہ direction سامنے آ سکے۔ ہماری خواہش تو یہ ہے کہ اس سے بہت زیادہ ہونا چاہیے لیکن بہرحال یہ ایک قدم بھی اگر اس طرح اٹھاتے ہیں تو وہ ہماری نگاہ میں ایک صحیح سمت میں قدم ہو گا۔

جناب والا! اسی سلسلے میں ہم نے یہ بات بھی کہی ہے کہ صوبوں پر جو قرضوں کا بوجھ ہے' حقیقت یہ ہے کہ یہ ناقابل تصور حد تک exploitative ہے' میں نے پہلے بھی یہ کہا تھا' آج پھر کہتا ہوں کہ NWFP جس کو آپ نے پچھلے 30 سال میں 43 ارب روپے قرضہ دیا ہے۔ اس پر 68 ارب وصول کر چکے ہیں اور ابھی انہوں نے 83 ملین اور دینا ہے۔ دوسرے الفاظ میں 43 بلین کا قرض لے کر وہ ایسے مجرم بن گئے ہیں کہ اس پر انہیں 100 بلین سے زیادہ آپ کو سود دینا ہو گا اور یہ آپ اپنی حکومت سے اپنے ملک میں وصول کر رہے ہیں۔خدا کے لئے اسے ختم کیجئے۔ سینیٹ کی متفقہ تجویز یہ ہے کہ پورے معاملے کو review کیجئے' اس کی شرح کو کم کیجئے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ انہیں اس بات کا موقع دیجئے کہ وہ اپنے قرضوں کو چاہے بازار سے بھی قرض لے کر ادا کر سکیں تاکہ اس لعنت سے نجات ملے۔ اس وقت تو عالم یہ ہے کہ آپ نہ صرف ان سے وصول کر رہے ہیں بلکہ پابندی ہے کہ تم اپنے قرضے کو وقت سے پہلے ادا

نہیں کر سکتے بلکہ 2023ء تک تمہیں اسی طرح سسک سسک کر مرنا ہو گا۔ سینیٹ نے recommend کیا ہے کہ یہ بات غلط ہے۔

اس کے ساتھ ہی ہم نے ایک بڑا اہم اشارہ اس طرف کیا ہے کہ چاہیے ہم فوری طور پر general sales tax کو 15% کم نہ کریں' اس لئے کہ اس دفعہ حکومت نے یہ کیا ہے کہ جو 15, 18,20,23 rates تھے ان کو rationalize کر کے 15 پر لے آئے ہیں اور ہم نے یہ کہا ہے کہ نہیں یہ کافی نہیں ہیں' اسے نیچے جانا چاہیے۔ MMA کی تجویز 10% تھی لیکن بہرحال اس پر سب کا اتفاق رائے ہوا کہ اسے کم از کم 12% پر لایا جائے۔

اسی تعلیم کے بارے میں جیسا کہ بھنڈر صاحب نے کہا کہ ہم نے یہ بات کہی ہے کہ جو allocations ہیں وہ ناکافی ہیں اور بجٹ میں GDP کم از کم 2% ہو۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اس وقت جو آپ کا بجٹ ہے تقریباً اس میں 40% کا اضافہ ہو گا' یہ ایک substantive اضافہ ہے اور اگر اس پر حکومت تیار ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم کے لئے یہ ایک بہت ہی اچھی سوچ ہے۔

جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ سینیٹ کی recommendations میں دو نکات ایسے ہیں کہ جن کے بڑے far reaching consequences ہیں' میں آپ سے اور تمام ارکان سے اور خصوصی طور پر حکومت سے متعلق ارکان سے یہ بات کہوں گا کہ یہ مسئلہ اپوزیشن یا حکومت کا نہیں ہے اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ سینیٹ کی Finance Committee نے اپنی مشترک سفارشات میں ان دونوں نکات کو شامل کیا ہے' پہلا یہ کہ جتنے بھی foreign loans ہیں' یہ پارلیمنٹ کے سامنے آنے چاہییں' سینیٹ کے سامنے آنے چاہییں۔ ہمارے ملک میں' ہم نے مفادات کی خاطر بہت ہی غلط terms پر قرضے لئے ہیں اور ایسی situation create نہیں ہوئی۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس پر پارلیمنٹ کی بالادستی قائم ہو۔

دوسری تجویز ہماری یہ ہے کہ بجٹ making کا پورا process review کیا جائے۔ گو ہم نے اس سلسلے میں MMA کی طرف سے تفصیلی تجاویز دی تھیں لیکن اس پر اتفاق رائے نہ ہو سکا' ہم نے اس بات پر قناعت کی تھی کہ ہم اسے اصول بنا لیں' تو ان تجاویز میں یہ اصول مانا گیا ہے کہ اس وقت بجٹ سازی میں دونوں Houses میں پارلیمنٹ کا جو role ہے وہ بڑا

marginal، بڑا محدود اور نمائشی ہے' اسے بالکل بدلنے کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر اس بات کی ضرورت ہے کہ بجٹ بنانے سے دو مہینے پہلے سینیٹ اور اسمبلی کی مالیات کمیٹی اور دوسری relevant committees. بجٹ سازی میں involve ہیں تاکہ عوام کی مشکلات' عوام کی ضروریات' عوام کی خواہشات وہ بجٹ میں reflect ہوسکیں یہ نہیں ہے کہ آپ ایک لے آئیں اور پھر ہم خانہ پوری کے لئے بھاگ دوڑ کریں۔ اسی طرح دوسری چیز یہ ہے کہ وقت زیادہ ہونا چاہیے۔ ہماری تجویز یہ تھی کہ زیادہ سے زیادہ آپ مئی میں بجٹ لائیے اور اسمبلی کو پانچ ہفتے دیجئے' سینیٹ کے لئے بھی ایک ہفتہ ناکافی ہے۔ بھنڈر صاحب نے بہت صحیح کہا ہے کہ دن رات ان لوگوں نے کام کیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی ہم حق ادا نہیں کر سکے۔ ہمیں وقت ملنا چاہیے۔ آپ کو معلوم ہے کہ House of Lords میں پورا ایک مہینہ دیا جاتا ہے۔ یہاں وقت کی ضرورت ہے تاکہ ہم بھی properly contribute کر سکیں۔

اسی طرح یہ بات کہ جو اخراجات ہیں' مثال کے طور پر Defence, Charge or non-charge کا پورا بجٹ online ہے۔ کم از کم اتنا تو کیجیئے کہ جتنی معلومات ہرمنسٹری کے بارے میں دیتے ہیں' ہم آپ سے کوئی secrets نہیں مانگ رہے' salaries پر کتنا خرچ ہو رہا ہے' general investment کتنا ہے' capital expenditure کتنا ہے' یہ تفصیل آپ کو دینی چاہیے تھی' آپ نے کوئی چیز نہیں دی۔ یہ ہم نے اصول بنایا ہے کہ پارلیمنٹ کا وقت بڑھانا بہت ضروری ہے' اس کے لئے پورے معاملے پر ازسرنو غور کیا جائے۔ جناب والا! میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ویسے تو اس معاملے میں ہرصوبے کی مشکلات ہیں لیکن بلوچستان کی خاص مشکلات ہیں۔ ان میں جو شدید مالی تکلیف میں مبتلا ہیں' سینٹ کمیٹی نے محسوس کیا کہ اس کو خصوصیت سے high light کیا جائے اور حکومت سے کہا جائے کہ وہ ان کے سارے مسائل کو حل کرے۔ ساتھ ہی جناب والا! مختلف چیزوں کی import جن میں خاص طور پر diagnosis kits, Hepatitis B, C, Hiv ان تمام کے بارے میں سینیٹ نے recommend کیا ہے کہ ان کو بھی سہولت دی جائے' سستا کیا جائے۔

جناب ولا! میں نے یہ باتیں آپ کے سامنے اس لئے رکھی ہیں کہ سینیٹ کی تجاویز صرف لفظی اور قانون کی نوک پلک کے بارے میں نہیں ہیں بلکہ اس وقت جو substantive

issues ہیں ان کے بارے میں ہیں لیکن میں اپنے ساتھ ناانصافی کروں گا اگر یہ نہ کہوں کہ consensus کی خاطر ہم نے ان تجاویز کے اندر صرف ان معاملات پر concentrate کیا ہے جہاں حکومت اور ہمارے درمیان اتفاق رائے ہو سکا ہے ۔ ہماری نگاہ میں ابھی بہت سارے نہایت اہم معاملات ایسے ہیں جن میں اتفاق رائے نہیں ہو سکا ہے۔ جناب والا! میں ممنون ہوں Leader of the House کا ' آپ کا اور سارے ساتھیوں کا کہ ہماری جو بجٹ میٹنگ ہوئی ہے اس میں آپ حضرات نے اس بات کا ہمیں موقع دیا ہے' سینیٹ کی جو چیزیں اتفاق رائے سے منظور نہیں سکیں ان میں سے 'سب تو ہم نہیں لاسکتے' کچھ separately لے کر آئیں چاہے سینیٹ قبول کرے یا نہ کرے لیکن جو متفقہ ہیں وہ منظور کر لی جائیں ' جو متفقہ نہیں ' ان پر غور کیا جائے گا ہو سکتا ہے حکومت کا دل کھل جائے اور انہیں قبول کر لیا جائے ۔ اس لئے یہ موقع ملنا میں سمجھتا ہوں بڑی مبارک چیز ہے ۔ میں آپ کے اور لیڈر آف دی ہاؤس کے تعاون کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور conclude کرنے سے پہلے میں یہ بھی کہوں گا کہ میرے بھائی بھنڈر صاحب نے تمام ارکان کے بارے میں ان کی contribution کا ذکر کیا ' ناانصافی ہوگی اگر میں یہ نہ کہوں کہ شاید ہم میں سے سب سے زیادہ محنت بھنڈر صاحب نے کی' دونوں سطح پر' تجاویز مرتب کرنے سے پہلے بھی اور تجاویز کے غور کے درمیان بھی۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ سینیٹ کے سٹاف کا ' سیکریٹری سینیٹ' اور خصوصیت سے فنانس کمیٹی کے سیکریٹری افتخار اللہ بابر ' ان کی پوری ٹیم نے جتنی محنت کی ہے' جتنا وقت دیا ہے' حقیقت یہ ہے کہ ہمارے دل پر اس کا بڑا نقش ہے ' ہم اس کا کھلے دل سے recognition چاہتے ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ آپ جس شکل میں بھی ان کی خدمات ہوسکتی ہیں وہ آپ ان کو ضرور دیں ۔ میں اپنے ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے اس بات کو کہنے کا موقع دیا اور ساتھ ہی یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وزیر خزانہ صاحب تین دن کی پوری بحث کو سنے بغیر اٹھائے گئے مسائل پر گفتگو کر سکتے ہیں تو کم از کم ہماری اپنی معروضات ہیں' چونکہ وہ اس وقت موجود نہیں ہیں' میری خواہش ہے اور دعا ہے کہ خدا کرے وہ ان پر غور کرسکیں۔ یہ ایک test case بھی ہے ۔ پچھلے سال سینیٹ کی تجاویز کا جو حشر اسمبلی میں ہوا اور جس طرح ہوا ' میری نگاہ میں وہ بڑا افسوسناک واقعہ ہے۔ اس دفعہ سینیٹ نے ماضی کے مقابل میں کہیں زیادہ rigorously ,

اپنی ذمہ داری کو ادا کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ Cabinet اور professionally
اسمبلی سینیٹ کے ارکان کی تجاویز کو قرارواقعی اہمیت دے گی اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کا کوئی
نہ کوئی نقش اس بجٹ میں ہو جو بالآخر قومی اسمبلی 29 June کو قبول کرے گی۔ ان الفاظ کے
ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اسحٰق ڈار صاحب، ذرا ابھی تھوڑا condense نہ کریں
کیونکہ points وہی ہیں and let us not have repetition

Senator Muhammad Ishaq Dar: Mr. Chairman, I wish you should have accepted my suggestion in your chamber, this situation should not have arisen. Anyway, many thanks for giving me the floor Mr. Chairman. I would fully endorse the views of two of my colleagues of the Finance Committee Mr. Anwar Bhinder and Prof. Khurshid Sahib, they have reflected on each and every item and 32 points on which we could build consensus in the Finance Committee. To begin with, I would like to thank the Chairman Mr. Ahmad Ali for showing great tolerance, patience and the way he conducted the meeting, all the staff and colleagues in the Finance Committee without effort of each one of them, probably, it would not have been possible to bring this paper today in this House.

Mr. Chairman, I would not repeat the explanations of 32 points but I would like to make some general comments. The effort was to remove the ambiguities, the anomalies, the possibility of misinterpretation and at the same time it was the demonstration on the part of the Opposition that if there are matters of national interest, if there are matters of national importance, we are willing to work in the national interest in

complete unanimity. It was the magnanimity of the Opposition, I can assure Mr. Chairman, if you pick up the original proposals about 32 points which you have seen here, to begin with there was wide gap between the thinking of two divides of this House but ultimately the deliberations, the magnanimity and the cooperation we have seen, that we could reach at a consensus at least on a number of proposals for this House. Sir, the whole focus of the democratic alliance was to propose such recommendations or to make such proposals for the amendments in the Finance Bill on the Budget which can improve the life of a common man, which can be rated as pro-poor, which can increase the agricultural production of this country. So, the intentions were honest, the intentions have always been honest, the only change was that the treasury benches first time tried to respond and they saw how much cooperation we extended to finalize something minimum which could be presented in this House.

Mr. Chairman, let's be very honest, the time which was given to Finance Committee as we all aware of that generally Senate is in session, the Senate Committees are not suppose to meet except with the special permission of the Chairman, which you very kindly granted but sir, the time is certainly not sufficient and what I would recommend that you take all your good offices and I would offer a support because it probably would require an amendment to the Constitution because it is written 7 days in the Constitution, we as Opposition, as democratice alliance, hereby undertake that if the government decides to bring an amendment to

increase the 7 days debate in the Senate to 14 days, to make it more productive, to make it more meaningful, to make it more positive, sir, I think the time of 7 days is certainly not enough. So, I undertake that if the government brings this proposal, the democratic alliance would certainly cooperate for this amendment. I am grateful that MMA has also sir indicated similar offer.

Sir, lastly I would like to just remind sir, it is this very House where at the time of privatization of certain institution Habib Bank we did offer similar gesture of goodwill and cooperation but it was totally ruled out. The country as a consequence lost about 120 to 220 million dollars. Likewise we tried to offer and assist the Treasury Benches the government to try and come with something more competative, more cost economic,. more economical for the country, the Euro bonds I am referring to. Sir, I am just mentioning the two things that if any proposal comes from the MMA or the democratic alliance or from the Opposition benches the government should take it seriously, try and avail the opportunity or try and avail the offer in the national interest that if we can do something we should do jointly for the betterment of the country, for the people of Pakistan.

Lastly sir. availing the presence of the Secretary General of the Ruling Party, sir, the way it was summarily dismissed last. the recommendations of this House, sir it is humiliating. We were not party to that as you know at that time on LFO we boycotted the budget. The recommendations were from the treasury benches alone. Sir. I undersand

it was summarily dismissed or rejected within two minutes. Sir, for heaven's sake the Secretary General of the ruling party must use influence to try and persuade the National Assembly, his colleagues there that the recommendations of this House, otherwise the effort is useless, is meaningless, if it is going to be recommended from here and is going to be just brushed away within a matter of minute. Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Thank you Dar Sahib. Yes, Abbasi Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: شکریہ جناب چیئرمین! بیشتر باتیں تو پروفیسر خورشید صاحب اور اسحاق ڈار صاحب نے کر لی ہیں لیکن کچھ issues ہیں جن کو میں point out کرنے کی کوشش کروں گا۔ جناب basically, Democratic Alliance نے کوئی 31 recommendations move کی تھیں اور سات تجاویز ایسی تھیں جو جناب الیاس بلور صاحب نے اپنی personal capacity میں move کی تھیں، جبکہ 32 پر Democratic Alliance کے 22 ممبران کی طرف سے دستخط ہوئے تھے۔ اس میں جناب والا! ہمارا یہ خیال ہے کہ اس بجٹ میں کافی distortions ہیں۔ اس بجٹ میں کچھ ایسی باتیں ہیں جس کی وجہ سے کچھ definitions بھی تبدیل ہوگئی ہیں۔ مثلاً جناب شوکت عزیز صاحب نے growth کی definition تبدیل کردی ہے۔ جس طرح ہم growth کو سمجھتے تھے، پہلی دفعہ ان کے پاس الہ دین کا چراغ آیا کہ مارچ 2004، تک ہمیں State Bank کی report یہ کہتی تھی کہ جی growth 5.5% ہے۔ suddenly گویا الہ دین کا چراغ انہوں نے ایسا دکھایا کہ جب ہم نے بجٹ پڑھنا شروع کیا تو وہ 6.4% پر پہنچ گیا تھا۔

پہلی دفعہ اس بجٹ میں poverty کی definition کو بھی تبدیل کردیا اور جو میری calculations ہیں اور جو economic survey میں بھی دی گئی ہیں کہ poverty کی level

انہوں نے یہ بتادی کہ Rs.746/- per month سے کم جو آدمی کماتا ہے وہ poverty level سے down ہوگا یا اس سے اوپر جو ہوگا وہ poverty level سے above ہے اور جناب Rs. 746/- تقریباً dollar terms میں 40 cents بنتے ہیں۔ مجھے جناب شوکت صاحب کسی طور پر 40 cent میں per day گزارہ کر کے دکھادیں۔

اسی طرح inflation کی بات کی۔ پہلی دفعہ inflation کے معنی جو انہوں نے بالکل تبدیل کر دیئے اور core inflation اور general inflation کا ایک نیا تصور پیش کیا گیا جو کم از کم پاکستان کی تاریخ میں ہم نے کبھی نہیں سنا تھا ۔ ان distortions کو مد نظر رکھتے ہوئے جناب ہم نے کوشش کی کہ ہم اپنی تجاویز سینیٹ میں پیش کریں اور وہ تجاویز آپ کی مہربانی سے Finance Committee کو refer ہو گئیں۔ بلور صاحب اور Democratic Alliance کو ملا کر، ان کی individual اور general جو تھیں، وہ کوئی 39 تجاویز تھیں اور اس میں سے بہرحال میں گلہ نہیں کروں گا کہ وہ بیشتر تجاویز Finance Committee میں reject ہوگئیں میں پھر بھی ان کو اس بات پر commend کروں گا کہ کوئی پانچ تجاویز ہماری ایسی ہیں جو کہ اس میں incorporate ہوئی ہیں fully اور کوئی دو یا ڈھائی ایسی ہیں جن کو partly accept کیا گیا۔ میں پھر بھی اس بات پر کوئی گلہ نہیں کروں گا کہ جو accept ہوگئی ہیں وہ اس ہاؤس کی مشترکہ property ہیں۔ بحیثیت ایک ہاؤس کے 32 تجاویز میں سے کوئی 13 تجاویز جناب ایسی ہیں جو کہ purely Finance Bill پر ہیں۔ جیسے پچھلی دفعہ National Assembly میں جو اس کی درگت بنی تھی کہ کہا گیا تھا کہ vague تجاویز ہیں حالانکہ یہ ساری کی ساری تجاویز میرے محترم بزرگ انور بھنڈر صاحب کی طرف سے آئی ہیں، ہم سب نے ان کو support کیا ہے اور جب یہ چیزیں National Assembly میں جائیں گی تو میں یہ دیکھوں گا کہ کم از کم ان 13 تجاویز کا جن سے Finance Bill میں explicit قسم کی amendments دی گئی ہیں۔ ہم سب دیکھ رہے ہوں گے کہ ان 13 کا وہاں پر کیا حال بنتا ہے، ان کا final disposal کیا ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ جناب! تقریباً 19 تجاویز ایسی ہیں جو کہ fiscal proposals کے بارے میں، Annual Budget Statement کے بارے میں ہیں۔ میں خوشی کے ساتھ یہ کہوں

گا کہ ہماری طرف سے دو، تین تجاویز بڑی اہم تھیں جو accept کی گئی ہیں۔ ایک تھی جی motorcycle اور bicycle کے rates کے حوالے سے۔ ہم نے یہ دیکھا کہ کاروں کی 1800 cc تک duty restructure کرکے قیمتوں کو کم کیا گیا ہے۔ ہم نے یہ تجویز کیا تھا کہ جی جب آپ کاروں کی قیمتوں کو کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو motorcycle اور cycle تو ایک common آدمی استعمال کرتا ہے۔ اگر کاروں کی قیمتیں کم ہوسکتی ہیں تو خدا را اس طرف بھی آپ غور کریں۔ میری تجاویز موٹرسائیکل اور بائیسیکل کے حوالے سے موجود ہیں ۔ یہ قومی اسمبلی میں جائیں گی تو ہم دیکھیں گے ۔ اسی حوالے سے اسحاق ڈار صاحب نے بڑی pertinent بات کی ہے، مشاہد صاحب یہاں بیٹھے ہیں وہ Secretary General ruling party ہیں ۔ ہم انکی طرف دیکھ رہے ہیں ۔ باقی process تو اپنی جگہ ہوگا لیکن وہ اپنے ممبران کو وہاں کس طرح convince کریں گے کہ سینیٹ کی تجاویز کو بھی درخور اعتنا سمجھیں ۔

جناب والا! agriculture کے حوالے سے ہماری کافی تجاویز تھیں ۔ کچھ accept کی گئیں اور کچھ رہ گئی ہیں لیکن میں زراعت کے حوالے سے اتنا کہوں گا کہ سی بی آر اور وزارت خزانہ کے اندر agriculture کو اہم شعبے کے طور پر لیا جاتا ہے ۔ جبکہ یہ مطالبے ہوتے ہیں کہ agriculture کو subsidize کیا جائے ۔ لیکن میں ان کو عرض کروں گا کہ ساری دنیا میں agriculture subsidized ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ملک یہ چاہتا ہے کہ agriculture production بڑھے اور اگر کوئی concession دینی پڑے تو ہر ملک اپنے farmers کو concession دیتا ہے چاہے آپ یورپ میں چلے جائیں ،حتیٰ کہ ان کے tax culture سالوں سے بنے ہوئے ہیں اور ان کے tax collection mechanism ہیں لیکن پھر بھی وہ agriculture کو اتنی subsidy دیتے ہیں کہ بعض اوقات باقی دنیا چیخ اٹھتی ہے ۔ آپ کینیڈا ، USA میں چلے جائیں ہر جگہ agriculture کو subsidize کیا جاتا ہے ۔میری بھی حکومت کو یہی تجویز ہے ۔

اب جناب! میں جی ایس ٹی کے حوالے سے بات کروں گا ۔ agriculture inputs پر جی ایس ٹی ختم ہونا چاہیے ہم نے یہ تجویز پیش کی تھی، گوکہ accept نہیں ہوئی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ فنانس منسٹری کے ریکارڈ پر یہ ساری چیزیں موجود ہیں۔ تو وزیر خزانہ کو اس بجٹ کے بعد

جب فراغت کا موقع ملے تو وہ ہماری ان باقی تجاویز کو بھی دیکھیں اور اگر اس دفعہ نہیں تو اگلی دفعہ ان کو incorporate کرنے کی کوشش کریں۔

جناب والا! ہماری فنانس کمیٹی کے چار سیشن ہوئے ، جس میں تین سیشن ڈیموکریٹک الائنس نے attend کئے چوتھا سیشن ہم منور سہروردی کی شہادت کی وجہ سے attend نہیں کر سکے ۔ اس میں تھوڑی بہت تشنگی ضرور رہ گئی ہے لیکن پھر بھی ہم نے مکمل participate کیا اور جہاں جہاں حکومت کی اچھی تجاویز تھیں ہم نے ان کی تائید کی ' جہاں جہاں ہمارے ایم ایم اے کے دوستوں کی اچھی تجاویز تھیں ہم نے ان کو بھی support کیا ' اور ایک مشترکہ چیز ہمارے سامنے آئی یہ اچھا ہے ۔ چیئرمین فنانس کمیٹی احمد علی صاحب ' بھنڈر صاحب ' پری گل صاحبہ اور تمام ممبران فنانس کمیٹی سب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے نہایت cooperate کیا۔

جناب! کچھ چیزیں ایسی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ constitution کے اندر distortion پیدا ہوگیا۔ ہم نے اس کو بھی point out کیا۔ مثلاً یہ جتنے ادارے بنا دیئے گئے ہیں'

National Construction Bureau, National Accountability Bureau, National Security Council,

ہے' یہ سارے کے سارے Constitution کو distort کر رہے ہیں ۔ ہماری تجاویز تھیں کہ ان اداروں کو ختم کیا جائے۔ہماری ان تجاویز کو حکومت نے accept نہیں کیا ۔ میں ان کو کوئی گلہ نہیں دیتا کہ وہ بیچارے جن حالات میں بیٹھے ہیں ان کے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ ہماری ان تجاویز کو accept کرتے ۔ لیکن ہم نے کم از کم ان distortions کو اس بجٹ کے ذریعے' اس بجٹ میں fiscal ترمیمات دے کر ان آئینی توڑ پھوڑ کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی ہے اور ہم آئندہ بھی اپنی یہ کوشش جاری رکھیں گے۔ ہو سکتا ہے آج ہماری یہ تجاویز فنانس کمیٹی کے اندر rule out ہو گئی ہیں لیکن آئندہ بھی ہم اس پر کوششیں جاری رکھیں گے ۔

جناب والا! accountability process لازمی ہے ۔ ہر ادارے کی accountability لازمی ہے ۔ ایم ایم اے اور ہماری طرف سے defence expenditure کے حوالے سے بڑی

اچھی تجاویز آئی تھیں ۔ Defence expenditure کے حوالے سے ہم نے کہا کہ آج سے پانچ سال پہلے ایک سو اکتیس بلین کا بجٹ تھا وہ پانچ سال میں jump کرکے 193 بلین پر پہنچ گیا ہے ۔ ہماری تجویز یہ تھی کہ آپ 5 % inflation rate کو سامنے رکھیں اور ایک سو تریسٹھ سے کم کریں ۔ ایم ایم اے کی تجاویز تھیں کہ اس کو ایک سو اسی بلین پر کر دیں لیکن اس میں بھی ہمیں حکومت کی طرف سے کوئی مثبت جواب نہیں ملا ۔ ہماری یہ پھربھی کوشش جاری رہی ہے اور رہے گی ۔ اس کی بنیاد پر یہ جو کمی کی درخواست کی تھی اس کی بنیاد accountability ہونی چاہیے ۔ کہا یہ جاتا ہے کہ یہ Its a one line بجٹ' سب دوستوں میں یہ مشہور چیز ہوگئی ہے کہ Defence Services کے اوپر یہ expenditure, its a one line budget اب ہم کہتے ہیں کہ بھئی کچھ تو explanation دو ہمیں کہ یہ جاتا کہاں ہے ۔ جہاں تک ہمارا خیال تھا نہ Finance Minister کو پتا ہوتا ہے کہ یہ کہاں جاتا ہے نہ Finance Ministry کو پتا ہوتا ہے کہ یہ کہاں جاتا ہے اور نہ پارلیمنٹ کو پتا ہے کہ یہ کہاں جاتا ہے ۔ تو کیا ہم ایسے ہی ہیں کہ وہ ہم سے چاہتے ہیں کہ ہم ہر چیز پر ٹھپے مارتے چلے جائیں۔

دوسری بڑی اہم چیز جو اس میں سامنے آئی اس میں الیاس بلور صاحب کا ایک CTGA کی pension کے حوالے سے ۔ Pension Defence اور civil کی' Defence Services جو Pensions ہیں اس کو آپ واپس Defence میں لے جائیں۔ گو کہ یہ ہماری تجویز accept نہیں ہوئی لیکن ایک چیز اس میں جو میں نے پہلے نہیں پڑھی وہ اب بڑی واضح ہو کے سامنے آئی ہے۔ یہ Volume-I میں جو current expenditure کا ہے اس کے page 521 پر ہمیں یہ معلوم ہوا کہ Finance Ministry نے superannuation allowance کو divide کیا تو پتا یہ لگا' اب یہ کہتے ہیں کہ pension کا time بہت ہے۔ ہر وقت شوکت صاحب کی بھی تقریریں آتی ہیں' جتنے بھی حکومت کے لوگ جو Finance کو جانتے ہیں یا حکومت کے جتنے اکابرین ہیں وہ کہتے ہیں کہ جی پنشن کا ٹائم بہت ہے۔جناب اس میں ایک ایسی چیز reflect ہوئی ہے' اس 521 page کو اگر آپ پڑھیں جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ بہت موٹی کتاب ہے' اس کوتو پڑھتے پڑھتے بھی شاید سال لگ جائے لیکن اتفاق سے اس میں جب point out ہوا تو میری نظر پڑی' 521 page پر جناب اس پنشن کے ضمن میں 42 million کی رقم اس دفعہ

رکھی گئی ہے اور آپ بڑے حیران ہوں گے کہ اس 42 million کی رقم میں سے 34 million
Defence services کے لئے ہے اور صرف باقی 8 million وہ ساری civil services کے
لئے ہیں۔ یہ ٹائم بم جس کی وجہ سے بنا ہے وہ یہ accept کرنے کو بھی تیار نہیں ہیں کہ یہ جو
ٹائم بم بنا ہوا ہے اور وہ پہلے Defence میں شامل تھا۔ وہ 34 million اٹھا کر اب Civil
expenditure میں شامل کر دیا گیا ہے ۔اب یہ 193 million نہیں، اس دفعہ پہلے ان کو 160
billion دیا گیا جو کہ بڑھا کے 180 billion ہوا revise expenditure میں ابھی انہوں نے
193 billion مانگا ہے تو یہ infact 193 billion نہیں یہ انہوں نے 227 billion ہم سے مانگا
ہے۔

جناب ان ساری چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے اپنی تجاویز دیں، ہم نے اس
distortion کو correct کرنے کی کوشش کی تھی تو میں معذرت چاہتا ہوں کہ ہمارے دوستوں
نے ہماری بات نہیں مانی لیکن ہماری اس میں جدوجہد جاری رہے گی۔ ہم سمجھتے ہیں ہماری جن
تجاویز کو آج آپ نے accept نہیں کیا kindly ان پر اگلے سال غور کر لیں۔

میری آپ سے request ہو گی جناب کہ ان ساری چیزوں پر غور فرمائیں۔ میرے
پاس ٹائم اتنا نہیں ہے۔ آخر میں، میں اپنے سب ساتھیوں کا شکریہ ادا کروں گا ۔ ہاں ایک اور اہم
بات کہ ہم نے Capital Value Tax کو بھی ختم کرنے کی بات کی ہے۔ وہ بھی ہماری تجویز
مانی نہیں گئی لیکن مجھے پتا ہے کہ شاید وہاں پر کوئی مذاکرات ہو رہے ہیں ۔ ہمارا یہ کہنا تھا کہ یہ
Stock Exchanges کے اندر جو وہاں پر investment ہو رہی ہے اس کو آپ اس طرح
down کرنے کی کوشش نہ کریں۔ بہرحال ہماری یہ تجویز بھی مانی نہیں گئی ۔ دوسری ایک بڑی
important چیز جس کا شوکت عزیز صاحب نے یہاں پر ذکر کیا کہ جی انہوں نے coercive
tactics کا خاتمہ کر دیا لیکن میں بالکل ان سے اتفاق نہیں کرتا۔ آپ یہ Finance Bill پڑھیں
اور وہ amendment کا Section-5 پڑھیں، Section-5 میں clauses-24, 25 and 32
Sales tax کے حوالے سے اتنے coercive ہیں کہ جو sales tax سے تنگ ہو کر اٹھے گا وہ
in principle اس کو raise کرے گا۔ انہوں نے partial relief دینے کی کوشش کی ہے جو
recommendations آئی ہیں لیکن میں ان recommendation سے متفق نہیں ہوں۔ میں

اس میں اپنی ایک motion ضرور move کروں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ جی اس میں کوئی coercive tactics نہیں ہیں' حد درجہ اس میں coercive tactics ہیں sales tax کے حوالے سے۔ بھئی اگر آپ باقی sectors سے ختم کر رہے ہیں تو sales tax سے کیوں نہیں ختم کر رہے۔ یہ pick and choose کی جو policy ہے وہ میں سمجھتا ہوں بہت غلط policy ہے۔ ایک uniform policy ہو اور سارے sectors کے لیے ہو۔

میں نے یہ ساری گزارشات آپ کے سامنے رکھیں۔ جیسا کہ میں نے کہا ہماری 39 تجاویز تھیں۔ پانچ completely دو partially accept ہوئیں۔ میں اس پر گورنمنٹ کا شکر گزار ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ ہماری جو باقی تجاویز ہیں---

جناب قائم مقام چیئرمین : ذرا مختصر کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں آخر میں پروفیسر صاحب کو--

سینیٹر وسیم سجاد : کافی وقت ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ اپنی بات short کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! مجھے اپنی بات مکمل کرنے دیجیئے۔

سینیٹر وسیم سجاد : آپ نے کافی لمبی بات کر لی ہے۔ everybody wants to take part.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: آپ نے گیارہ' گیارہ بجے تک اجلاس چلایا ہے اور ہم آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں۔

Mr. Wasim Sajjad: It was agreed that the speeches will be very short.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب ! کیا agree ہوا تھا؟

جناب وسیم سجاد : آپ کی تقریر بہت لمبی ہو گئی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں نے کیا کوئی irrelevant بات کی ہے۔ میں تو

ابھی پندرہ منٹ بھی نہیں بولا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ کے پچیس منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: دیکھیں جناب ! ہم نے ان کے ساتھ مکمل تعاون کیا ہے۔ہم نے کس چیز میں ان کے ساتھ تعاون نہیں کیا۔

Mr. Acting Chairman: Abbasi Sahib, thank you very much. You have been very cooperative.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! پھر کیوں خواہ مخواہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب ! میں بات کر رہا ہوں۔ کیا میں نے کوئی irrelevant بات کی ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب والا! جو خامیاں ہیں، ہم ان کی نشاندہی کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : رضا خان صاحب ! آپ تشریف رکھیں اور آپ کی کرسی پھنسی ہوئی ہے، آپ اسے سیدھا کر لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! آخر میں، میں عرض کرتا ہوں کہ پروفیسر خورشید صاحب کی طرف سے ایک بہت ہی اچھی تجویز آئی ہے۔ میں اسے پڑھ کر آپ کو سناؤں گا اور اس کے بعد اپنی بات ختم کئے دیتا ہوں۔جناب والا! جو ہم نے باتیں کی ہیں، انہوں نے اس کا ایک حل نکالا ہے۔اس پر میں انہیں support کر رہا ہوں اور cooperate بھی کر رہا ہوں۔

1. The budget making process should be thoroughly reviewed to ensure greater and effective partnership in both the Houses of the Parliament. The two Houses may also consider the idea of a Joint Estimate Committee on the pattern of select committee in India and other countries to involve

members of the both Houses from early stages of budget making.

2. 2/3rd members of the committee may be elected on the principle of proportional representation by the National Assembly and 1/3rd on the same basis from the Senate.

جناب والا! میں یہ demand کرتا ہوں کہ حکومت اس بات پر ہم سے تعاون کرے، ایک Joint Estimate Committee قائم کرے تاکہ ہم بجٹ سے دو مہینے پہلے اس process میں involve ہوسکیں تاکہ بعد میں آسانی پیدا ہو سکے۔ آپ کی بڑی مہربانی ۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : عباسی صاحب ! بہت شکریہ ۔ اکبر خواجہ صاحب ! عباسی صاحب نے most of the points cover کر لئے ہیں. I hope you will be very brief.

Senator Muhammad Akbar Khawaja: Sir, I will try not to repeat what has already been said. Let me summarise five key objectives that our committee was following and particularly my party was very strongly supportive.

The first one, was supporting the pro-poor and pro-general equity policies. Second one, strengthening the Government effectiveness. Third one, strengthening the investment climate. Fourth one, our security concern and of course, The fifth one, the economic growth.

Finance Minister has already explained about growth and also yesterday I briefly covered the basis, the new formula that was used to get the high growth rates. I am also grateful to the Members of the Committee and the Chairman. I would also .....Excuse me. Sir, can I have the attention please?.

Mr. Acting Chairman: Please, Order in the House.

Senator Muhammad Akbar Khawaja: Thank you. I would like also to extend my appreciation to Secretary Finance, Mr. Naveed Ahsan for his valuable contributions and clarification on most of the issues. Mr. Chairman, let me start with one item because Safdar Abbasi has already explained about the basis on the Defence expenditures. My party has been very very supportive to stronger defence and we already covered yesterday, our contributions on the Nuclear and Missile Technology, Heavy Mechanical Complex Texla, Pakistan Steel Mills and Kamra Aeronautical Complex.

Mr. Chairman, I am very supportive to the Finance Minister's suggestions that there should be basis of percentage of GDP but not only to the Defence expenditures. Mr. Chairman, the presentation of budget brief is so poor. There are no hyperlinks. They do not give any justification of some, one online item, I am not talking only about defence, even other items, the presentation of budget documents needs to be improved. And that was also one of our objectives on the government effectiveness, we have lot of debate on governance issues, efficiencies and also improving our audit standards, internal controls and building techninal and managerial capacity. And also there is a lot of concern on the public expenditures. There are so much wastage. It does not reach the poor. We allocate so many funds for pro poor and the pro general policies, but these do not reach them. There are layers and layers and I will not talk about corruption that, issue needs to be addressed.

Mr. Chairman, the first 18 recommendations, of course, they are related to the Finance Bill and I will also add my thanks to Mr. Anwar Bhinder for focusing his contribution more on the Finance Bill side. I am thankful to Mr. Anwar Bhinder. Mr. Chairman couple of issues on this budgetary document where it is coming from, United Kingdom, there is a department for international development. They gave us help then some aid to have a new frame work that projects the three year forecast. They try to follow that but the document that was given to us, some of the figures do not make sense. Even in the Pakistan Economic Survey some of the figures are misleading and there are serious gaps between the economic survey and the report on the economy that was published by State Bank of Pakistan. Mr. Chairman, there was also concern on the reserves and I will not go in discussions, because of the better perceptions that state bank reserves have there is not only increase in the State Bank reserves, there are other parts of reserves, that have been increased too and we need more efficiencies and layers and more control on those corruption layers.

(At this stage, Ch. Muhammad Anwar Bhinder took the Chair as Presiding Officer)

Senator Muhammad Akbar Khawaja: Mr. Chairman, I will just go on couple of items, item no 16 that focuses on increasing more pay for the low level scales and decreasing or limiting the high level that will help the people more living under the poverty line. Also Mr. Chairman!

there was concern on debt rescheduling that the debts we are talking about between the provinces and the center because the rate is very very high. Also there was concern about the Agriculture Bank that there was some relief but Mr. Chairman, as I mentioned yesterday, Khushali Bank is still charging 16% to 18% that is micro finance, that goes to the poorest level and there is no risk, all of them pay back, there are no loan defaulters . Mr. Chairman, Governor State Bank has already given relief for 20 billion. This is a micro finance, Khushali Bank is still charging 16% to 18% although this is not part of recommendation I thought I should mention it.

Mr. Chairman, there was a concern that GST should be reduced from 15% to 12% and that will also help to widen the taxpayer base. Mr. Chairman the presentation of budget is extremly important. Sincerely we could not read it in two days, we could not absorb some of the figures. Of course there were some recommendations from Ministry of Finance that I am sure, there are still facts that needs to be slashed and there are some hidden numbers. I would propose that instead of presenting this budget in mid June, if this presentation or budget briefing would start by mid May or even late May, or even you could Chair this, I know Finance Minister has a briefing for the Muslim League colleagues and Gen. Musharraf also gave briefing to the Muslim league members. But there was no briefing to the opposition members. Mr. Chairman, we were just following what was being published in the newspaper and this was very unfair to almost 45% members of this House. So, my suggestion is that this briefing should be for all members not selective members. Mr. Chairman there was also

concern about the foreign loans that whenever there is a new debt at least member of Standing Committee on Finance and Economic Affairs should be consulted or at least they should be briefed.

Mr. Chairman, there was serious concern on the disbursement, that Federation doesn't disburse the funds on time. Sometime it goes at the end of the year, they want to spend everything in June. So, there was a recommendation that at least quarterly disbursement should be there.

Mr. Chairman, about the NFC Award. there was serious concern that by delaying this Award which was due before October 2002, we are keeping more funds at the Centre and we don't know where is that fiscal space going, at whose discretion and some of the Provinces like mentioned here in recommendation No. 30, that Balochistan needs these funds.

So, Mr. Chairman, I will suggest that if we follow some type of accrued accounting and this area could be adjusted between the payable and serviceable. Mr. Chairman, there was a last item No. 32 on the Higher Education. There was allocation of Rs. 652 million only for the Foreign Faculty and Members, there was a consensus that we must include this for the Faculty of Higher Education that also includes Pakistanis living abroad.

Mr. Chairman, I will not repeat what has been already said but I would suggest that my own observation is that there is a governance issue, there is efficiency issue that needs to be looked. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Presiding Officer: Mr. Kamil Ali Agha.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں آپ کے شعور کی داد دیتا ہوں۔ آپ نے محسوس کیا کہ ابھی تک کمیٹی کے ممبران ہی اپنے منہ میاں مٹھو بن رہے تھے۔

(اس موقع پر جناب قائم مقام چیئرمین، جناب خلیل الرحمان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Senator Muhammad Akber Khawaja: Mr. Chairman, we are in very soft tone. This was not *Mian Mitho*.

Senator Kamil Ali Agha: This is very soft. This is the Parliamentary language.

Senator Muhammad Akber Khawaja: *Mian Metho* is not appropriate in the House. Thank you.

Senator Kamil Ali Agha: Please sit down and take your seat.

جناب چیئرمین! میں کہہ رہا تھا لیکن میں پھر نہیں کہتا۔ گزارش یہ ہے کہ میں تو appreciate کرنا چاہ رہا تھا اس بات پر کہ ممبران کمیٹی اور Chairman, Standing Committee on Finance انہوں نے ایک بہت اچھی روایت قائم کی۔ اس House کی کمیٹی نے اور ممبران نے جو proposals دیں اس کے اوپر جس دلجمعی کے ساتھ انہوں نے کام کیا اور اپنی recommendations اس House کو دیں وہ قابل ستائش ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو سلسلہ شروع ہوا ہے اور جو right ملا ہے Upper House کو بجٹ پر recommendations دینے کا یہ قابل ستائش ہے اور انشاء اللہ اس کے مثبت نتائج نکلیں گے۔ پچھلے بجٹ میں کچھ کوتاہیاں ہم سے ہوئیں اور بہت بڑی کوتاہی قومی اسمبلی سے ہوئی کہ انہوں نے ہماری recommendations کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس مرتبہ جتنی سنجیدگی کے ساتھ اس House کے اندر ممبران کی تجاویز کو زیر غور لایا گیا جتنی discussion ہوئی اس House کے اندر اور جتنی سنجیدگی اختیار کی گئی، میں سمجھتا ہوں کہ اب امتحان ہے قومی اسمبلی کے اوپر کہ وہ ان سفارشات کا، ان recommendations کا بغور جائزہ لیں۔ اور ان

سفارشات کو منظور کرتے ہوئے، ان کو Finance Bill اور بجٹ کا حصہ بنائے۔ جناب چیئرمین! بالخصوص وہ شقیں جو Finance Bill کے اندر افسر شاہی کو بااختیار کرتی تھیں، may not or may کے چکر میں اس Committee نے اور اس House کے ممبران نے جس طریقے سے اس افسرشاہی کی کوشش کو ناکام بنایا، میں سمجھتا ہوں کہ وہ قابل ستائش اور دادتحسین ہیں اور appreciate کی جانی چاہئیں۔ ان پر قومی اسمبلی کو بھی وہی رویہ اور وہی سفارش کرنی چاہیے جو اس House نے کی ہے۔ جناب چیئرمین! میں repetition نہیں چاہتا لیکن میں ان سفارشات کا Article-11 ہے اس میں Section-51 (a) جو sale tax کے متعلق ہے جو police کو اور law enforcing agencies کو اختیارات دیئے جا رہے تھے، وہی والے اختیارات جو revenue collection کے سلسلے میں اکثر اوقات روایتی اختیارات ہوتے ہیں، اس میں اضافی طور پر police کو اختیارات دیئے جا رہے تھے۔ اس سے police گردی شروع ہوتی اور وہ police گردی businessman community کے اندر ایک دہشت ناک قسم کی صورت حال پیدا کرتی اور خوف و ہراس پیدا ہوتا۔ اس House نے جو سفارش کی ہے، اس سے business community کو، تجارت پیشہ حضرات کو اور industrialists کو سکون میسر آئے گا اور ان کو یہ احساس میسر آئے گا کہ پاکستان میں پاکستان کے عوامی نمائندوں نے عوامی نمائندگی کا حق ادا کیا۔ اس کا سارے کا سارا credit اس نظام کو جاتا ہے جو نظام قائم کر کے صدر پاکستان جناب جنرل مشرف صاحب نے اس House کو یہ right دیا کہ Finance Bill اور بجٹ اس House میں discuss ہو۔ جناب چیئرمین! ان recommendations میں واقعی ایسی سفارشات کی گئی ہیں جو کہ عوام کے لئے باعث تسکین ہوں گی، باعث راحت ہوں گی اور انشاء اللہ جب یہ قومی اسمبلی میں منظور ہوں گی اور Finance Bill کا حصہ بنیں گی اور بجٹ کا حصہ بنیں گی تو انشاء اللہ اس House نے جو عوامی نمائندگی کا حق ادا کیا ہے، اس میں عوام ان کو appreciate کریں گے۔ بہت شکریہ۔

MOTION RE: APPROVAL OF RECOMMENDATIONS

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. It has been

moved by Senator Ahmed Ali that the following recommendations proposed by Standing Committee on Finance and Revenue on the Finance Bill, 2004, and Annual Budget Statement may be approved by the Senate and these recommendations be made to the National Assembly in term of Article 73 of the Constitution:

RECOMMENDATIONS ON FINANCE BILL, 2004.

1. In clasue 2, sub clause (4) (2) the wrod "may" occurring in line 1 be deleted and after the word "person" and before the words "appoint" occurring in line 2, the word "shall " be inserted and in line 3 the words "one or" be deleted.

2. In clause 2 sub clause (4) (5) the word "or forum" appearing in line 6 be deleted and for the words "forum or" occurring in line 2 of the proviso the word "authority" be substituted.

3. In clause 3(1)(2) for the words "this Act" occurring in line 2 the words "sub clause (1)" be substituted.

4. In clause 3(2), (c) for the words "and section 32 of this Act" the words "or goods brought or sent in contravention of the provisions of section 32" be substituted.

5. In clause 3 sub clasue (5) occurring for the second time at page 14 be read as sub clause (6).

6. In clause 3 sub clause (6) the words "in relation to offences" be deleted.

7. In clause 3 in sub clasue (6) (3) for the words "charged"

occurring in line 3 the word "chargeable" be substituted.

8. In clause 3 sub clause 20 (2) the words "one or" occurring in line 3 be deleted.

9. In clause 3 sub clause (20) (5) for the words "or forum" occurring in line 5 the words "tribunal or court" shall be substituted and in proviso for words "forum or" occurring in line 2 the word "authority" shall be substituted.

10. In clause 4 sub clause (1) (3) before the word "member" occurring in line 2 the word "concerned" be inserted.

11. In clause 5 sub clause (32) the proposed insertion of section 51-A in the Sales Tax Act, 1990 be deleted.

12. In clause 6 sub clause (39) (a) (VI) for word "five" appearing in line 11 the word "ten" be substituted.

13. The Senate recommends that Section 40-A of the Sales Tax Act, 1990 which permits search without warrant be deleted.

GENERAL RECOMMENDATIONS

14. Limit of Taxable income may be raised from rupees 80, 000/ to rupees 120,000/- allowing a minimum of rupees 10,000/- monthly tax free income to individuals.

15. The pay and pension committee may consider an increase of 20% for BS 1 to 16 and 12.5% for BS 17 and above.

16. The Senate recommends that the duty on parts of the Computer should be 0% while on the finished products, the duty should

be 5%.

17. The Senate recommends that the Pay and Pension Committee should look into the proposal of giving adhoc dearness allowance for government servants who retired prior to 1994 and those who retired after 1994 at the rate of 25% and 15% respectively.

18. The Senate recommends that the price reduction of DAP fertilizer should also be extended to all kinds of fertilizers so as to benefit the farmers.

19. The Senate recommends that CBR should remove the anomaly in duty and Tax pertaining to cosmetics.

20. The Senate recommends that in view of the fact that provinces are burdened with loans, the Committee of the Finance Ministry looking into this matter may tie the interest rate paid by the provinces to the weighted average interest rate. Accordingly relief be given to provinces with provision to liquidate their loans from other sources.

21. The Senate recommends that in future GST at 15% should be rationalized at 12% by broad basing this tax.

22. The Senate noted increase in the budget for education sector, however, it is recommended that in future the allocation for this sector should at least be 2% of the GDP.

23. The Senate recommends that the Parliament should be taken into confidence about foreign loans and its mechanism be presented to the Finance Committee of both the Houses.

24. The Senate recommends that austerity measures should

be adopted in respect of Government advertisements depicting their achievements to save valuable funds.

25. The Senate recommends that amount allocated for PSDP should be disbursed at least on quarterly basis, if required for the project.

26. The Senate recommends that Sales Tax or any other tax levied on motorcycles should be asbolilshed.

27. The Senate recommends that Sales Tax or any other tax levied on bicycles should be abolished.

28. The Senate recommends that the rate of interest on agriculture loans which are timely paid should be reduced to 8% in general and 7% who make prompt repayment.

29. The Senate recommends that exemption from customs duty should be extended to the import of diagnostic kits specially for Hepatitis B, C and HIV.

30. It has been represented that as the National Finance Commission's 6th Award has not yet been announced and Balochistan Government is under debt of Rs. 4 billion of State Bank of Pakistan, and new budget has increased salaries of government employees and the provincial government is facing difficulties under the NFC's 5th Award. The Senate therefore recommends that this matter be decided by the NFC judiciously.

31. The Senate recommends that budget making process should be thoroughly reviewed to ensure greater and effective participation in it of both the Houses of Parliament.

32 . The Senate recommends that the proposed budgetary allocation of Rs. 652 million should be for Foreign Faculty Hiring including Pakistani faculty working abroad.

Now, I put the motion.

(The motion was carried unanimously)

Mr. Acting Chairman: The motion is carried. Thank you, very much ladies and gentlemen for the patient hearing of the entire proceedings. The House stands adjourned to meet again on Saturday 19th June 2004 at 10 a.m.

(The House was then adjourned to meet again on Thursday the 19th June, 2004 at 10 a.m.)